ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

شیخ التفسیر حضرت
مولانا احمد علی لاہوری
علیہ الرحمۃ

۲۳
۱۶

۲۹ دسمبر

ہم ایک ایسے عہد انقلاب سے گزر رہے ہیں جو ٹھیک ٹھیک اُن وقتوں کے مانند ہے جن کے مؤرخین عالم نے کرۂ ارضی کے بڑے بڑے انقلابات کی بنیادیں تلاش کی ہیں — کتنی ہی بستیاں جو اُٹھ اُٹھ کر بلند ہو رہی ہیں عروج اپنے انتہا سے زوال کی ابتدا کی [illegible] ہا ہے اور مایوسیوں کی تاریکی بڑھتے بڑھتے وہاں تک پہنچ چکی ہے جس کے بعد سے صبح شروع ہو جاتی ہے کون دیکھ سکتا ہے کہ مستقبل قریب کے دامن میں کیا ہے — ہمیں چاہیے کہ اس موقع پر دنیا کی اجتماعی زندگی کے وہ قدرتی قوانین یاد کر لیں جو اگرچہ ہماری معلومات میں موجود ہیں لیکن بسا اوقات جذبات کا غلبہ دماغ کی معلوم کی ہوئی حقیقتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

(امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد علیہ الرحمۃ
خطبہ اجلاس دہلی ۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء)

29.12.78

احادیث الرسول ﷺ

امانت کا اٹھ جانا

عن حذیفة رضـ قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثين رأيت أحدهما وأنا أنتظر الآخر حدثنا أن الأمانة نزلت في جذر قلوب الرجال ثم علموا من القرآن ثم علموا من السنة وحدثنا عن رفعها قال ينام الرجل النومة فتقبض ويبقى أثرها مثل أثر المجل كجمر دحرجته على رجلك فنفط فتراه منتبرا وليس فيه شيء ويصبح الناس يتبايعون ولا يكاد أحد يؤدي الأمانة فيقال إن في بني فلان رجلا أمينا ويقال للرجل ما أعقله وما أظرفه وما أجلده وما في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان۔ (متفق علیه)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان فرمائی تھیں، ایک کو میں نے دیکھ لیا ہے اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے بیان فرمایا تھا۔ کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں نازل ہوئی تھی۔ تب انھوں نے قرآن سیکھا اور سنت سیکھی اور اس امانت کے اٹھائے جانے کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص سوئے گا، پھر امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی۔ اس امانت کا اثر ایک داغ کی صورت میں رہ جائے گا، پھر سوئے گا، پھر بقیہ امانت بھی اٹھا لی جائے گی۔ پھر اس کا اثر آبلہ کی صورت میں رہ جائے گا۔ جس طرح انگارہ تو اپنے پاؤں پر پھیر دے پھر وہاں آبلہ ہو جائے گا، پھر تو اس جگہ کو پھولی ہوئی دیکھے گا۔ حالانکہ اس کے اندر کچھ نہیں اور صبح کو لوگ بیع و شرا کریں گے اور کوئی ایک بھی امانت کا حق ادا نہیں کرے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک آدمی امین ہے۔ کہا جائے گا وہ بہت بڑا عقلمند ہے اور بہت بڑا دانا ہے اور بہت ہی بڑا چالاک ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔

تشریح امانت سے مراد بعض حضرات نے تشنگی طلب حق لی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کے دلوں ہی میں قبولیت حق کی ایک پیاس پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد جب قرآن مجید نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا تو لوگوں نے اس پیاس کے باعث حق کو قبول کر لیا اور اس پر عمل کرنے لگ گئے۔ اگر یہ چیز دلوں پر پہلے نازل نہ کی جاتی تو لوگ کتاب و سنت سے کیونکر فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

امانت کے دل سے نکل جانے کے دو درجے بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا درجہ یہ کہ امانت کے جانے کے بعد اس کا داغ باقی تھا۔ داغ میں کچھ رنگ تو تھا اس کے بعد دوسری مرتبہ امانت کا اثر اس طرح گیا کہ ایک پھپھولا سا ابھرا ہوا ہے مگر اندر محض خالی ہے۔ اگر پھپھولے سے ہوا نکل جائے تو کوئی چیز بھی باقی نظر نہ آئے۔

(شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

۴۸
۱۶

بین الاقوامی تبدیلیاں اور ہمارا فرض

امریکہ اور چین جیسے حریف ملک ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں اور آئندہ سال جب شروع ہوگا تو دونوں ملک باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم کر چکے ہوں گے۔

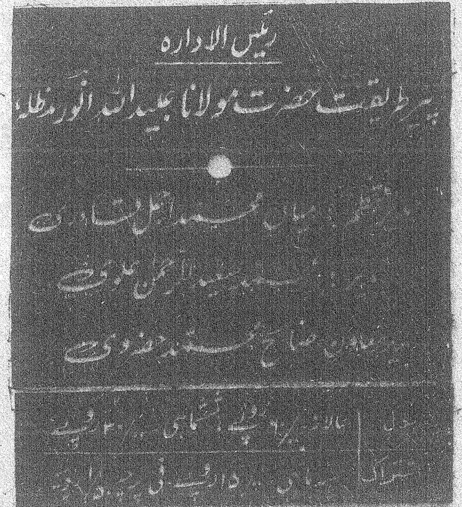
ایران جو ایک عرصہ سے آگ اور خون کی لپیٹ میں ہے۔ اس کے حالات ابھی تک جوں کے توں ہیں شاہ ایران نے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کے ایک سابق وزیر ڈاکٹر غلام حسین صادقی کو غیر فوجی حکومت بنانے کی جو دعوت دی تھی اسے ڈاکٹر صاحب نے قبول کر لیا ہے اور یہ شرط لگائی ہے کہ شاہ محض آئینی سربراہ کی حیثیت سے وقت گذاریں۔ گو کہ ابھی تک یہ اور باقی شرائط کے متعلق کوئی بات سامنے نہیں آئی لیکن عام طور پر یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ شاہ ایسا کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اگر ایسا ہو گیا تو توقع ہے کہ حالات میں سکون اور ٹھہراؤ پیدا ہو جائے گا۔ اور کافی حد تک خطرات مل جائیں گے۔

اُدھر پڑوسی ملک انڈیا میں سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کی رکنیت ختم کرنے اور انہیں جیل بھیج دینے کے بعد جو حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ ان سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ ان واقعات سے اندرا گاندھی اور اس کی کانگرس کا عوام میں جو اثر و رسوخ ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں اور جب کہ جنتا گورنمنٹ اندرونی طور پر کش مکش کا شکار ہو تو حالات



محتویات

جلد [illegible] شمارہ ۱۶
۲۹ دسمبر ۷۸ء ۲۸ محرم ۹۹ھ



پبلشر مولانا عبید اللہ انور پرنٹر الٰہی بخش مطبع کاکو پرنٹرز ۔ ۸۰ موری گیٹ لاہور

کی سنگینی اور نازک صورت اختیار کر سکتی ہے ۔ وزیر خارجہ مسٹر باجپائی نے ایک متنازعہ مسئلہ کے سلسلہ میں پچھلے دنوں جو درشت زبان استعمال کی تھی اس کو سامنے رکھ کر ہمیں محتاط رہنے کی اشد ضرورت ہے ۔

اس ضمن میں چوتھی اور اہم خبر بنگلہ دیشی وزیر خارجہ مسٹر شمس الحق کی پاکستان میں آمد ہے جس کے دوران پیار و محبت کی بہت باتیں کہی گئیں ۔ ظاہر ہے کہ بنگلہ دیش ہمارے ملک کا حصہ تھا جس کو طالع آزما سیاست دانوں نے اپنی انا کی خاطر برباد کیا بدقسمتی یہ ہے کہ اتنے سال گذر جانے کے باوجود اب تک قوم اندھیرے میں ہے اور مسٹر بھٹو سمیت کسی بھی مبینہ مجرم سے اس سلسلہ میں بازپرس نہیں ہو رہی ۔ حمود کمیشن کی رپورٹ سرد خانہ کا شکار ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب سامنے آئے گی اور ملک و قوم کے مجرم کب اپنے کیے کی سزا بھگتیں گے ۔

بہرحال جہاں تک بنگلہ دیش اور پاکستان کا تعلق ہے ہماری دعا ہے کہ نہ صرف وہ بلکہ عالم اسلام کے تمام ممالک بنیان مرصوص کی طرح متحد ہو جائیں اور مل کر دشمنان دین و ملت سے دو دو ہاتھ ہو سکیں ۔

رہ گئی ایران کی بات تو ہمارے یہاں کے بعض لیڈر اور جماعتیں اپنے مخصوص ذہن کے پیش نظر "امام خمینی" سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں ۔ اوّل تو ہمارے خیال میں اس ملک کے اندرونی مسائل میں ہمیں محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیئے ۔ ممکن ہو سکے تو باہمی مصالحت کی بات کرنی چاہیئے ۔ تاکہ اس ملک اور قوم کا بھلا ہو ۔ اپنے اندرونی احساسات کے پیش نظر ایک خاص طبقہ کو پیام الفت بھیج کر اپنی حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرنا دانشمندی نہیں ۔

اور بطورِ خاص امریکہ اور چین کے درمیان پیدا ہونے والے نئے تعلقات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے ۔ یہ بات واضح ہے کہ امریکہ دنیا میں اپنے مکروہ کردار کی وجہ سے بڑی طرح پٹ چکا ہے ۔ اب اپنی ساکھ بحال کرنے کے لیے وہ ایسا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے ۔ تاکہ اپنے "حریفِ اعظم" روس سے نمٹ سکے ۔ ہم ان کے معاملات پر تبصرہ کیے بغیر صرف اپنی حکومت اور اپنی حکومت کے واسطہ سے عالم اسلام کے رہنماؤں سے کہیں گے کہ بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی ان تبدیلیوں سے فائدہ اٹھا کر وسیع تر اسلامی اتحاد کی نیو رکھیں اور مختلف عنوانات سے آئے دن کانفرنسیں کر کے اپنے سرمایہ و وقت کو ضائع نہ کریں ۔ جو قوم بندوق کی ایک گولی کے لیے دوسروں کی محتاج ہو وہ دنیا میں کیا خاک پنپ سکے گی ۔

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کا رکھوالا ہو اور ہمارے رہنماؤں کو توفیق نصیب ہو کہ وہ بہتری کی راہ اپنا سکیں ۔

علوی ۔ مدیر ۲۵ محرم ۹۹ھ

ہاکی میں کامیابی مبارک، لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بنکاک کی ایشیائی کھیلوں کے مقابلہ میں پاکستانی ہاکی ٹیم نے لگاتار تیسری مرتبہ چیمپئن

باقی ۱۰ پر

ضبط و ترتیب ——— خطبۂ جمعہ ——— مناظر حسین نظر

خوفِ خدا، محاسبۂ نفس اور فکرِ آخرت

نجات کے لیے مضبوط اور مربوط کڑیاں ہیں!

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ ہر شخص (اس کی) دیکھ بھال کرتا رہے کہ اس نے کل (قیامت) کے واسطے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہیں بے شک اللہ تمہارے اعمال کی خوب خبر رکھتا ہے۔

آیت مذکورہ کا حاصل یہ ہے:۔

۱۔ اللہ سے ڈرو یعنی تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ یہ تنبیہ نفس ہے (واتقوا اللہ)

۲۔ اعمال کی نگہبانی اور نگہداشت کرو کہ یہ ذخیرۂ آخرت ہیں۔ یہ مراقبہ ہے (ولتنظر نفس ما قدمت لغد)

۳۔ اعمال کی نگہداشت اور نگہبانی کے حساب کا خوف دل میں رکھو کیونکہ ان کی جوابدہی کا مرحلہ بھی بالآخر پیش آنے والا ہے۔ یہ رابطہ اور محاسبہ ہے۔ (واتقوا اللہ)

۴۔ ہر قسم کے افعال و اعمال سے باخبر ہونا صفت عدل کا تقاضا ہے تاکہ محاسبہ کے بعد جزا و سزا میں بے انصافی نہ ہو۔ یہ معاقبہ ہے۔ (ان اللہ خبیر بما تعملون)

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔

یعنی اللہ آنکھوں کی چوری سے واقف ہے اور اس سے بھی واقف ہے جس کو سینے میں چھپاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ حق تعالیٰ سبحانہ سے جو۔ ہر انسان کے ارادوں تک سے باخبر ہے۔ اور جو ہر اچھے اور برُے عمل سے پوری طرح واقف ہے ہمیشہ اور ہر حال میں ڈرتے رہو۔ اور اس کے خوف اور علم بے پایاں کے پیش نظر اپنے اعمال پر ہر گھڑی نظر رکھو تاکہ قیامت میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور جہنم کی سزا نہ بھگتنی پڑے۔

ظاہر ہے کہ جب ایسے علیم و خبیر اور بصیر سے معاملہ ہو تو بے انصافی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کوئی شخص اسے دھوکہ یا فریب دے سکتا ہے۔ یقیناً اچھے اور برُے اعمال انسان کے سامنے کر دیے جائیں گے ——— برُوں کو

اپنی برائی کا خمیازہ بھگتنا ہوگا - اور نیکوں کو نیکیوں کی جزا ملے گی - پس مومنوں کو چاہیے کہ اللہ کے خوف کو ہر گھڑی پیش نظر رکھیں اور نفس کو کسی وقت آزاد نہ چھوڑیں کیونکہ نفس سرکش ہو کر غضب الٰہی اور عذاب کا مستوجب بنا دیتا ہے۔

محاسبۂ نفس کے بارے میں

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

قَالَ عُمَرُ حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا وَزِنُوْهَا قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم خود (نفس سے) حساب لے لو اس سے قبل کہ تمہارا حساب لیا جائے اور اس کو جانچ لو اس سے پیشتر کہ تمہاری جانچ کی جائے - اور تیاری کر لو خدا کے سامنے بڑی پیشی کی جس دن تم پیش کیے جاؤ گے۔ تمہاری کوئی بات چھپ نہ سکے گی۔ (کنز الاعمال عن ابن المبارک وغیرہ)

خلاصہ یہ ہوا کہ انسان کو کسی وقت بھی خوفِ خدا سے غافل نہ ہونا چاہیے، اور ہمہ وقت اپنا محاسبۂ نفس کرتے رہنا چاہیے۔

فکرِ آخرت

فکر کے معنی یہ ہیں کہ انسان علمی اور عملی مفید باتوں میں غور کرتا رہے تاکہ اور نئی نئی باتیں حاصل ہوں - اور علمی اور عملی ترقی میں اضافہ ہو - نیز ضرر رساں امور کو بھی پیش نگاہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ نفع اور ضرر اکٹھے ہو جائیں تو اولاً دفع ضرر کرنا ضروری ہو جاتا ہے اس لیے برائیوں کی مضرت کا تصور کر کے ان سے بچے رہنا بھی ہر صاحب ایمان کے لیے لازم ہے - اگر گزشتہ زمانے یعنی ماضی میں کوئی خلافِ شریعت کام سرزد ہو چکا ہے۔ تو اس کا تدارک کرنا چاہیے اور توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے نیز آئندہ کے لیے برائیوں سے بچنے کا پکا ارادہ کرنا چاہیے اور برائیوں سے عملاً بھی بچتے رہنا چاہیے۔

اس راستے کی ایک بھول

بعض لوگ فکرِ آخرت کے بجائے اور محاسبۂ اعمال کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور کرنے لگتے ہیں جو سراسر بھول ہے اور اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوتا ہے کیونکہ ایک مخلوق جس کا احاطۂ دماغ اور عقل و فکر قطعی محدود ہے کس طرح اپنے خالق کا احاطہ کر سکتی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عباسؓ اَنَّ قَوْمًا تَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَتَفَکَّرُوْا فِی اللّٰهِ فَاِنَّکُمْ لَمْ تَقْدِرُوْا قَدْرَهٗ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے متعلق غور کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی مخلوق میں غور کرو اور ذاتِ خداوندی میں غور نہ کرو کیونکہ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

(عین تخریج عن الترغیب والترہیب)

ارشادِ ربانی

کلام پاک میں بھی اللہ رب العزت نے مخلوق میں ہی غور کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علیٰ جنوبہم و یتفکرون فی خلق السموٰت والارض۔

وہ لوگ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور سوچتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔

صاف واضح ہے کہ آسمانوں اور زمینوں یعنی مخلوق میں غور اور فکر کرنے کی بات کی گئی ہے۔

پس فکر کو صرف اللہ جل شانہٗ کی صفات، صنعت اور کاریگری اور مخلوق تک محدود رکھنا چاہیے کیونکہ خالق کی ذات میں غور و فکر مخلوق کی دسترس سے باہر ہے۔ محدود عقل انسانی اُس لامتناہی ذات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

دوسرے مقامات پر ارشادات ربانی ہیں کہ کیا وہ لوگ اپنے اندر غور نہیں کرتے، کیا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، کہ یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر نازل کیا تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ سمجھدار لوگ نصیحت حاصل کریں، بے شک اس میں نشانی ہے جو سمجھتی ہو ـــــــ ان تمام ارشادات کا ماحصل یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن پاک میں اور اپنے اندر غور کرنا چاہیے تاکہ عظمتِ الٰہی اور خوفِ خداوندی دلوں میں جاگزین ہو اور جب اپنے اندر غور کریں تو اپنی کمزوریوں، بے بضاعتیوں اور خامیوں کا اندازہ ہو۔ جس سے اللہ کی طرف رجوع کا جذبہ پیدا ہو صرف اُس سے استغنائے حاصل کرنے کا شعور بیدار ہو، خدا کے احکام کی قدر و منزلت سامنے آئے، اچھے اور بُرے میں اور نیکی اور بدی میں تمیز ہو اور اس طرح خداوند قدوس سے رابطہ بڑھے اور محاسبۂ نفس کی عادت پڑے۔ اس غور اور فکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اتباعِ خداوندی کا شوق اور جذبہ پیدا ہوگا، موت اور آخرت اور خدا کے سامنے حساب کتاب اور جوابدہی کا تصور پختہ ہوگا جس سے اصلاح نفس ہوگی اور آخرت سنورے گی۔

حضرات محترم! اہل اللہ اسی لیے اور انہیں احکامِ خداوندی کی روشنی میں اپنے متوسلین کو مراقبے، مجاہدے اور محاسبے کراتے ہیں اور ان میں فکرِ آخرت اور محبتِ الٰہی کی آبیاری کرتے ہیں تاکہ ایمان والوں کی آخرت سنور جائے اور نجات کا تمغہ انہیں مل جائے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ محض گردن جھکانا ہی مراقبہ نہیں ہے بلکہ نفس کو گناہوں سے بچانے اور نیک اعمال کی پابندی کرنے اور اس پر مواظبت کی عادت ڈالنے اور اس طرح رضائے خداوندی اور دیدارِ الٰہی کے حصول کی انتھک اور مسلسل جد و جہد کا نام مراقبہ ہے۔

مراقبہ، محاسبہ اور فکرِ آخرت درحقیقت ایسی مربوط اور مضبوط کڑیاں ہیں کہ جو نجات کی شاہراہ ہیں اور ان کے ذریعے احکام الٰہی کی پابندی، شریعت مطہرہ پر عمل اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی انسان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرضیاتِ الٰہی پر چلنے اور نجات کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی رضا اور نجات کی سند عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

سعودی عرب کے وزیر پٹرولیم — شیخ احمد زکی یمانی

ایک مذہبی انسان، ایک ڈپلومیٹ، بطور ایک باپ کے ان کی ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں انٹرویو

ہماس جی کنز روزنامہ "ڈیلی ٹیلیگراف" نیوز ایک نیشن رپورٹر ہے۔ اپنے صحافیانہ کام کے سلسلے میں اکثر غیر ممالک کا سفر کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے رمضان میں وہ سعودی عرب کے وزیر پٹرولیم شیخ احمد زکی یمانی کے طائف میں مہمان رہے۔ ان کے تاثرات کا ترجمہ و تلخیص نذر قارئین ہے۔

محمد افضل خان (مراکش)

شیخ احمد زکی یمانی اپنی اقامت گاہ پر بالکل مختلف نظر آتے تھے۔ ٹیلی ویژن پر وہ اٹلی میں سلے ہوئے شاندار سوٹ پہنے ہوئے ایک ڈپلومیٹ کی حیثیت سے تیل کے متعلق سعودی نقطہ نظر بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے خوب صورت مغربی جوتے اور امریکہ کی بنی ہوئی بہترین جرابیں پہنی ہوتی ہیں۔ لیکن گھر پر وہ عربی لباس پہنے ہوئے ننگے پاؤں اکثر قالین پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی انگریزی فصیح و بلیغ اور چہرے کے خوب صورت اور دل موہ لینے والے نقوش وہی ہیں جنہیں ہم اکثر ٹیلی ویژن پر سنتے اور دیکھتے ہیں۔

یمانی سعودی عرب کے وزیر پٹرولیم اور دنیا کے سب سے زیادہ اثر و رسوخ اور طاقت رکھنے والے

> دنیا مذہب کو چھوڑ کر مادہ پرست بنتی جا رہی ہے۔ مجھے اس پر تشویش ہے۔

چند افراد میں سے ایک ہیں۔ وہ پہاڑ پر اپنے خوب صورت مکان میں جو مکہ سے بذریعہ کار ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اپنی نجی دنیا میں ایک سچے مسلمان کی طرح عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ کبھی کبھی آپ کو کوٹھی کے باہر باغیچہ میں خوب صورت مشرقی قالین پر لیٹے ہوئے کھجوریں کھاتے نظر آئیں گے۔ جدہ و مکہ میں حرم شریف میں عبادت کرنے کے بعد واپسی پر وہاں سے خریداری کرنا نہیں بھولتے۔ کبھی وہ لذیذ عربی قہوہ پی رہے ہوں گے۔

رمضان کی پہلی تاریخ ہے شام کے ساڑھے سات بج رہے ہیں۔ رمضان میں صبح سحری سے شام تک مسلسل ۳۰ دن مسلمان نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ روزے کی وجہ سے یمانی کا چہرہ کچھ اترا ہوا ہے۔ روزہ افطار کرنے کے بعد یمانی اپنے گھر والوں اور موجود دوستوں کے ساتھ رکوع و سجود میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ وہ نماز کی امامت کر رہے ہیں۔ اور ہم مغربی مہمان پاس ہی کھڑے ہوئے اس خوبصورت منظر کو دیکھ رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ افطاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔

ہم ان کے کھانے کو ناشتہ ہی کہیں گے کیونکہ یہ دن میں ان کا پہلا کھانا ہے۔ اور ان کا ڈنر صبح پانچ بجے ہوگا۔ جسے سحری کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد یمانی اور ان کے اہل خاندان نماز پڑھیں گے۔ مغرب میں عبادت بند دروازوں کے پیچھے کی جاتی ہے۔ لیکن عربوں میں دن میں پانچ مرتبہ نماز سرعام پڑھی جاتی ہے۔

یمانی کی نجی دنیا میں ایک ہفتہ مہمان رہنے کے بعد ایک مہمان یمانی کی زندگی کے دوسرے رخ کو بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ یمانی بطور مذہبی انسان۔ یمانی بطور باپ، یمانی بطور روزہ رکھنے والے اور یمانی بطور میزبان وغیرہ لیکن یہ وہی یمانی ہیں۔ جنہیں دنیا "سودا بازی اور گفت و شنید میں سخت ترین انسان" اور ریشمی دستانوں میں فولاد کا ہاتھ کہتی ہے۔ اس صدی کے ستر کے دہے میں دنیا کے سب سے بڑے تیل کے ذخیرے سعودی عرب کے تیل کی قیمت پر ان کا انگوٹھا ہے۔ اور تیل کے بحران کا اثر دنیا میں ہر ایک کی زندگی پر پڑتا ہے۔

امریکی یمانی سے مانوس ہیں۔ انہوں نے نیویارک اور ہارورڈ یونیورسٹیوں سے قانون کا امتحان پاس کیا تھا۔ وہ کبھی کبھی پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کے علاوہ ٹیلی ویژن ریڈیو اور اخبارات والوں سے گریز کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ یمانی کی نجی زندگی کو کریدیں اور معلوم کریں کہ اس ماڈرن عرب کے رجحانات اور خیالات کیا ہیں۔ جن سے وہ دنیا کی سیاسی اور سماجی زندگی پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ آج کا تعلیم یافتہ عرب کنکورڈ کی رفتار سے مختلف تہذیب و تمدن میں سفر کرتا ہے صبح کو وہ کسی مغربی ملک میں تیل کے متعلق یا کسی اور معاملے کے متعلق گفتگو کر رہا ہوتا ہے تو شام کو وہ وطن میں گھر بیٹھا ہوا درود و صلوٰۃ میں مشغول ہوتا ہے۔

یمانی کی پہلی بیوی عراقی اور پی ایچ ڈی تھی۔ اس سے ان کی ۲۱، اور ۱۹ سالہ دو لڑکیاں اور ایک ۱۶ سالہ لڑکا ہے۔ ایک روز وہ بچوں سے کہہ رہے تھے۔

"تعلیم بہت بڑی دولت اور نعمت ہے لیکن ہر چیز کے حصول کے لیے اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر گھر سے دور بھی رہنا پڑے تو تنہائی محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ مختلف لوگوں سے ملو۔ ان کو اپنے خیالات پہنچاؤ لیکن اس بات پر اصرار نہ کرو کہ وہ ضرور تم سے متفق ہوں۔ اس طرح وہ تم سے گریز نہیں کریں گے۔ میرے کئی دوست ہیں جو خدا کو نہیں مانتے لیکن میں مذہبی آدمی ہوں۔ میرے کئی دوست کنجوس ہیں لیکن میں ایسا نہیں ہوں۔ (اس وقت ہم پندرہ افراد کھانے کی میز پر بیٹھے تھے جس پر پچاس افراد کے لیے کافی انواع و اقسام کے کھانے سجے ہوئے تھے) میرے کئی احباب بڑے سخت مزاج ہیں لیکن میں نہیں ہوں۔ اگر ہر کوئی ایک جیسا ہو تو وہ زندگی بے مزہ ہو جائے گی۔"

یمانی ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ شروع سے بہت ذہین تھے۔ ان کے والد مکہ میں ایک مذہبی رہنما تھے۔ ۱۹ سال کی عمر میں انہوں نے قاہرہ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے امریکہ گئے اور ۳۲ سال کی عمر میں سعودی عرب کے وزیر پٹرولیم بن گئے۔ انہوں نے اوپیک اور سعودی تیل کمپنی کی تشکیل میں فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ پچھلے جون میں ان کی عمر ۴۸ سال ہوگئی۔ اور انہیں حکومت کی طرف سے شیخ کا خطاب بھی دیا گیا۔

"ہر عرب کے دل میں مذہب، ایمان اور جہان سے محبت کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔" اس سلسلے میں بات کرتے ہوئے یمانی کہنے لگے۔

"ہر سعودی عرب مذہب کے علاوہ بیوی، بچوں دوستوں اور اپنے ملک سے محبت کرتا ہے۔ لیکن جب اس میں یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ ساری دنیا سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔"

جب ان سے کہا گیا کہ مغربیوں نے عرب کی دنیا سے محبت ۷۴-۱۹۷۳ء میں دیکھ لی تھی جب وہ پٹرول خریدنے کے لیے پٹرول پمپوں پر قطار میں کھڑے ہو کر طویل انتظار کرتے تھے۔ لیکن پٹرول پھر بھی مشکل سے ملتا تھا۔ یمانی کہنے لگے۔

"تیل کی بندش سے ہمارا ایک مقصد تھا جو پورا ہو گیا۔ ہم مغرب کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ مغرب کو عربوں کی ضرورت ہے۔"

ساتھ ہی کہنے لگے۔

"سعودی عرب اور متحدہ امارات تیل پیدا کرنے والے ممالک میں سے سب سے زیادہ اعتدال پسند ہیں۔"

ہم ایک بڑے اور خوب صورت قالین پر یمانی کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی ان کی ۷۰ سال سے زیادہ عمر کی والدہ، ایک بہن اور بڑی تین بیٹیاں ہیں اور وہ افطار کے لیے تیار کردہ اپنی مٹھائیاں اور پیسٹریاں کھا رہی ہیں۔ ان کا ایک چھوٹا سا بچہ فیصل بھی وہیں کھیل رہا ہے۔ یمانی سے پوچھا جاتا ہے

"دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور اور صاحب اقتدار شخص ہوتے ہوئے آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟"

"طاقت ہے"

وہ مسکرا کر کہتے ہیں

"کچھ بھی نہیں"

ہم حیرت سے ان کی طرف دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں

"صاحب اختیار ہونے کا مطلب ہے ذمہ داری، میں پہلے سعودی عرب کے مفاد کا ذمہ دار ہوں اور بعد میں دنیا بھر کے مفاد کا"

ایک عرب خاندان میں ایک اور قسم کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔ ایک باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے بیٹے پر فخر کر سکے۔ میرے والد کو انتقال کئے ہوئے پانچ سال ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں مجھ پر فخر تھا۔ ہمارے ہاں یہ خواہش کئی نسلوں سے چلی آتی ہے، میرے دادا نے اپنے باپ سے جو کچھ سنا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے (یعنی میرے باپ) کو دہراتے ہوئے کہا تھا۔ کہ بجائے اس کے کہ تمہاری شہرت میرے بیٹے کی وجہ سے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسا دن آئے جب میں اس بات پر فخر کر سکوں کہ میں حسن یمانی کا باپ ہوں۔

میرے باپ ایک مشہور فقیہ تھے۔ میرے دادا کو ان پر فخر تھا۔ میرے والد بھی اس وقت چھوڑ گئے تھے جب چند دن کا تھا۔ اور جب وہ واپس آئے تو میری عمر ۹ سال تھی۔ میری شروع کی تعلیم میری والدہ کی مرہون منت ہے۔ یمانی نے اپنی والدہ کے لیے طائف میں اپنی عالی شان اقامت گاہ کے ساتھ ہی ایک خوب صورت مکان بنوایا ہے۔ موسم گرما میں سرکاری دفاتر طائف منتقل ہو جاتے ہیں۔ ذکی یمانی اپنے بیٹے ہانی سے بھی کہتے ہیں۔

"بیٹا میں چاہتا ہوں تم ایسے کام کرو کہ میں فخر سے یہ کہہ سکوں کہ میں تمہارا باپ ہوں۔"

(HANI) ہانی یمانی سوئٹزرلینڈ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ذکی یمانی اسے اس بات کی رغبت دلا رہے ہیں کہ وہ کیمبرج سے قانون کا امتحان پاس کرے۔

"پیشہ ورانہ طور پر آپ کی منزل کیا ہے"؟ ذکی یمانی سے پوچھا جاتا ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں:

"سعودی عرب کو ایک مضبوط اور مہذب مملکت بنایا جائے۔ ہمارے پاس ٹیکنالوجی، ساز و سامان اور ایسے تعلیم یافتہ سعودی ہیں جو کہ ہماری روایات کو برقرار رکھتے ہوئے یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔"

وہ روایات پر زور دیتے ہیں۔ ہر سنجیدہ اور تعلیم یافتہ عرب کی یہ خواہش ہے کہ غیر ملکی اثرات ان کی روایات پر برا اثر نہ ڈالیں۔ ایسے لوگ بادشاہ اور وزراء سے اکثر ملتے اور صلاح و مشورہ کرتے رہتے ہیں ان کے پاس دنیا کے بڑے بڑے کیسینو (جوا خانوں) میں وقت اور دولت ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اگرچہ ملک میں مغربی سامان تعیش کی فراوانی ہے انگلستان سے فرنیچر آ رہا ہے۔ ہالینڈ سے جینوا سے پھول آتے ہیں۔ جہاں بڑی امریکی اور جاپانی کاروں کی افراط ہے۔ لیکن یمانی کو امید ہے کہ اس سے ملک کی پرانی قدریں نہیں بدلیں گی۔ وہ یہ بات اپنے دوسرے موجود انگریز مہمان مائیکل انسٹر بل جارج تھامس سپیکر ہاؤس آف کامنز سر لیسلے ماہیرو لارڈ آف ویلز اور بحرین میں ایک مندری گودی کی تعمیر کے لیے لندن سے آئے ہوئے مسٹر اور سر کلفرڈ. روی (CLIFFORD ROSSI) سے کہہ رہے تھے۔

ہر عرب کے دل میں اپنے مذہب خاندان اور ہمسائے سے محبت کا جذبہ موجود ہوتا ہے

ذکی یمانی نے یہ بھی کہا کہ مجھے اس بات پر تشویش ہے کہ دنیا مذہب کو بھولتی جا رہی ہے۔ کیونکہ اب دنیا کی تہذیب کا انحصار مادہ پرستی پر ہو گیا ہے۔ اس لیے وہ مذہب سے تعلقات توڑ رہی ہے۔

انہوں نے کہا "میں نے ایک کتاب" لائف آفٹر لائف" (زندگی کے بعد زندگی) پڑھی ہے۔ اس میں ان افراد کے تجربات کا ذکر ہے جنہیں مردہ قرار دیا گیا تھا لیکن وہ پھر زندہ ہو گئے۔ اس سے پہلی دفعہ سائنٹیفک طور پر زندگی کا ثبوت مل گیا ہے۔ میرے خیال میں لوگوں کو مذہب کی طرف راغب کرنے کے لیے سائنسی بنیاد مہیا کرنی چاہیئے۔ اس کتاب کے مطابق موت کی حالت میں لوگوں کو نیک عمل نہ کرنے اور بہتر تعلیم حاصل نہ کرنے کا افسوس تھا۔ ایسی کتابوں کے پڑھنے سے ممکن ہے لوگ مذہب اور زندگی کی حقیقتوں کے متعلق دوبارہ سوچنے لگیں۔"

پچھلے دو سالوں میں ذکی یمانی خود چند دفعہ موت کے قریب پہنچنے کے منظر دیکھ چکے ہیں۔ جب شاہ فیصل مرحوم پر قاتلانہ حملہ کیا گیا وہ ان کے پاس موجود تھے یہ ۱۹۷۵ء کے موسم بہار کی بات ہے۔ انہیں بہت صدمہ ہوا تھا۔

دسمبر ۱۹۷۵ء میں دوسرے ممالک کے تیل کے وزرا کے ہمراہ انہیں ویانا سے اغوا کر لیا گیا تھا اور وہ آخری وزیر تھے جسے جنوبی امریکہ کے دہشت پسند کارلوس نے الجیریا میں رہا کیا تھا۔

ذکی یمانی کہنے لگے: "مجھے کہا گیا کہ میری موت میں صرف ایک گھنٹہ باقی ہے۔ مجھے موت کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوتے ہوئے ۲۰ منٹ لگ گئے۔ مجھے موت کا خوف نہیں تھا میں سوچ رہا تھا کہ میں اس ایک گھنٹے میں کیا کروں، پھر میں اپنے بچوں اور دوسرے لوگوں کو آخری خطوط لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس میں ایک گھنٹہ بیس منٹ صرف ہو گئے۔ اپنے آپ کو موت کے لیے بالکل تیار کرنے کے بعد جب مجھے اچانک رہا کیا گیا تو میں ششدر اور حیران ہو گیا۔"

یمانی کہنے لگے، ان واقعات کی وجہ سے میں مذہب کے زیادہ قریب نہیں ہوا، بلکہ اس کا باعث میرا سترہ سال کی عمر میں مسجد نبوی کا ایک تجربہ تھا۔ میں ہر جمعہ کو مدینہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ رستے میں میرا لب اور منہ بہت زیادہ سوج گیا۔ ایک لیمپ سا بن گیا، اور اس میں بہت سخت درد ہونے لگا۔ نماز کے بعد میں نے دعا کی کہ باری تعالیٰ آج اپنی طاقت کا کرشمہ دکھا، اور میرے منہ کی سوجن اور درد دور فرما دے۔ تھوڑی دیر بعد جب میں نے منہ پر ہاتھ پھیرا، تو وہاں لیمپ اور سوجن کا نام و نشان تک نہ تھا، اور درد بھی دور ہو چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا کرشمہ دکھا دیا تھا۔

برٹش پارلیمنٹ کے سپیکر تھامس نے بعد میں کہا کہ اگر یمانی اوپیک میں اتنا معروف نہ ہوتا، تو وہ ولی ہوتا۔

یمانی نے کہا "ہمارے مذہب میں کام بھی عبادت ہے، بلکہ کبھی کبھی اس کی اہمیت عبادت سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ صرف عبادت کافی نہیں ہوتی۔ انسانیت کی خدمت کے لئے کام کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مذہب کے مطابق انسان اگر گناہ کرتا ہے، تو خیرات، عبادت اور اچھے کام کرنے سے ان کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ خدا کے احکام کی خلاف ورزی کی معافی (مثلاً شراب پینے وغیرہ سے) انسان عبادت اور خیرات سے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن سوسائٹی کے خلاف کئے گئے جرائم کی معافی بارگاہ ایزدی سے اسی وقت تک نہیں مل سکتی۔ جب تک انسان اپنے سوسائٹی کے پہنچائے ہوئے نقصانات کی تلافی نہ کر دے اور سوسائٹی خود اسے معاف نہ کر دے"

ایک دفعہ گفتگو کے دوران یمانی کہنے لگے:۔

"مغرب کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اب ہم عرب وہ پرانی تصویر کہانیوں والے۔ خیموں میں رہنے والے۔ اونٹوں پر سفر کرنے والے اور جادو کی قالین پر اڑنے والے عرب نہیں ہیں ہم پچھلی صدیوں میں نہیں رہتے۔"

سعودی عرب میں مذہبی قانون کو فوقیت حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ ملک کو جدید بنانے کا کام بھی کیا جا رہا ہے تیل سے حاصل کردہ دولت کو ملک کی صدیوں کی پسماندگی دور کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

رمضان کے مہینے میں عوام کو غریبوں کی تکلیفوں اور محرومیوں کا احساس دلاتا ہے۔ کام بدستور جاری رہتا ہے لیکن اس کے اوقات بدل جاتے ہیں۔ عموماً دفتر ۸ بجے سے ۲ بجے تک کھلے رہتے ہیں لیکن رمضان میں دفتر دن میں ۱۱ بجے سے ایک بجے تک کھلتے ہیں پھر لوگ جا کر سو جاتے ہیں۔ افطاری کے وقت اٹھتے ہیں نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر رات ۹ بجے کھانا کھاتے ہیں رات بارہ بجے سے تین بجے تک دفتروں میں کام کرتے ہیں واپسی پر سحری کھا کر ۵ بجے صبح پھر سو جاتے ہیں رمضان میں مارکیٹیں بھی رات کو کھلی رہتی ہیں۔

یہ نہیں کہ یمانی کے ہاں ہر وقت سنجیدہ مذہبی گفتگو ہوتی رہتی ہے کبھی کبھی آپ انہیں ہاتھوں اور پاؤں پر چلتے قالین صاف کرتے ہوئے اور بچے سے کھیلتا ہوا بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اور وہ جب محبت کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں اگر آپ کو کسی عورت سے محبت ہو جائے تو آپ دل سے دیکھتے ہیں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں اور کانوں سے کچھ نہیں سنتے۔ یہ کہہ کر وہ ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔

دو سال قبل یمانی کو اپنی دوسری بیوی تمام سے محبت ہو گئی تھی جس سے انھوں نے شادی کر لی ہے پہلی ایک بیوی ہے جس کے ساتھ وہ رہتے ہیں۔ اگرچہ

شادی سے پہلے ان کا ڈاکٹر بننے کا ارادہ تھا۔ وہ بے حد خوبصورت انگریزی بولتی ہیں خانہ داری میں ماہر ہیں ان کی طائف کے علاوہ ریاض، جدہ اور لندن میں اقامت گاہیں ہیں وہ بہت اچھی میزبان ہیں ذکی یمانی نے بہت محنت سے ۱۲ سال میں طائف میں اپنا عالی شان مکان بنایا تمن ذکی یمانی کو مذاق سے کہتی ہے کہ ذکی جب تم وزارت چھوڑ دو تو آرکیٹیکٹ بن جانا وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں میں باورچی بنوں گا۔ وہ اکثر کچن میں دخل اندازی کرتے رہتے ہیں تمن سے پہلے بچے کا نام فیصل ہے جسے یمانی بہت پیار کرتے ہیں۔

یمانی علم نجوم کے بھی ماہر ہیں وہ اکثر لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے حالات بتاتے رہتے ہیں ان کے باغیچے میں ناشپاتی آڑو اور سیب کے پودے لگے ہوتے ہیں وہ خود اکثر وہاں کام کرتے رہتے ہیں وہ اپنے معاونین سے کہہ رہے تھے کہ وہ وہاں کوئی کرم کش دوائیاں استعمال نہیں کرتے پوچھا گیا کہ کیا وہاں کیڑے مکوڑے نہیں ہوتے ہنس کر کہنے لگے "نہیں کیونکہ ہم اللہ کی کثرت سے عبادت کرتے ہیں ہم مسلمانوں کا اللہ سے مسلسل تعلق رہتا ہے ہمارا اس سے ڈائریکٹ ڈائلنگ سے رابطہ ہے کسی کے قد بیٹے نہیں۔

اسلامی قانون کے مطابق چار شادیاں کی جا سکتی ہیں لیکن ماڈرن عرب اس سے گریز کرتے ہیں۔ یمانی روزانہ میل کی دوڑ لگاتے ہیں اور اپنے گھر کے بنے ہوئے تیراکی کے تالاب میں تیرتے رہتے ہیں۔

تمن ۴۰ سالہ خوب صورت اور نوجوان عورت ہے ان کی پرورش ریاض میں ہوئی۔ کچھ عرصہ مصر میں رہیں پھر امریکن یونیورسٹی بیروت میں تعلیم حاصل کرتی رہیں۔

بقیہ : شذرہ

شپ جیتنے کا جو اعزاز حاصل کیا ہے وہ پوری قوم کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے لیکن ہمیں حیرت اس بات کی ہے کہ صرف ایشیائی ممالک کے درمیان ہونے والا یہ مقابلہ اور اس میں بھی صرف چند ممالک نے شرکت کی اور ان مقابلوں میں بھی پاکستان کا نمبر آٹھواں تھا۔

ہماری ہاکی ٹیم کی پرانی حریف یعنی بھارتی ٹیم جسے ہرا کر ہم لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے! اس کے ملک نے بھی مجموعی طور پر کھیلوں میں چھٹی پوزیشن حاصل کی ہے — پاکستان کی آٹھویں پوزیشن کی وجہ کھیلوں کا ناقص معیار ہے بین الاقوامی مقابلوں میں سوائے کرکٹ اور ہاکی اور سکوائش کے ہماری ٹیموں نے کبھی بھی کوئی نمایاں حیثیت حاصل نہیں کی حالانکہ حکومت گزشتہ بیس سال سے کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے ماہرین اور اساتذہ کو تربیت دینے والے کئی ادارے قائم کر چکی ہے اور ہر مڈل سکول میں تو ایک نہ ایک پی ٹی ماسٹر ضرور ہوتا ہے وفاقی اور صوبائی بجٹ میں لاکھوں روپے اس مد کے لیے مختص کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ بین الاقوامی اولمپکس مقابلوں میں تو نہ جانے ہماری کیا پوزیشن ہو گی۔ محدود ایشیائی ممالک کے مقابلے میں ہمارا نمبر آٹھواں ہے۔ ان تمام چیزوں کی اصلاح کھیلوں کا معیار بلند کرنے اور صحیح اور قابل کھلاڑیوں کی بہترین انداز کی تربیت سے ہی ممکن ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ سطور ارباب اختیار کی توجہ اس بات پر ضرور مبذول کروا سکیں گی اور کینیڈا میں منعقد ہونے والی آئندہ اولمپک کھیلوں میں پاکستان کی نمائندگی بہترین تربیت یافتہ کھلاڑیوں پر مشتمل ٹیمیں کریں گی اور وطن کی عزت کو چار چاند لگائیں گی۔

اجمل قادری

نائیجیریا کی فضاؤں میں

علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد کے تبلیغی دورہ کی رپورٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم ط

۱۹۷۶ء کے بعد مغربی افریقہ میں ختم نبوت کی تبلیغ اور ردِّ قادیانیت کا یہ دوسرا دورہ ہے اس کی ابتداء سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رئیس ادارت البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد کی مساعدت سے ہوئی۔ دارالافتاء نے راقم الحروف منظور احمد چنیوٹی اور فضیلۃ الشیخ دکتور علامہ خالد محمود ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر انگلستان کے لیے اثر ٹکٹوں کا انتظام فرمایا۔ یہ ۱۹، ستمبر کا واقعہ ہے ۲۲، ستمبر کو علامہ خالد محمودؒ صاحب کو انگلستان تار دیا گیا کہ سوہ جلد مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں۔ موصوف ۲۹، ستمبر کو تشریف لے آتے۔ ۳۰، ستمبر کو ہم نے نائیجیریا کے ویزا کے لیے جدہ فارم داخل کر دیئے۔ یکم کو مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ ۲، اکتوبر کو ویزے مل گئے۔ دارالافتاء کے مبعوثین جو افریقہ میں ہیں ان کے نام توصیات پہلے سے لے چکے تھے۔

پروگرام کے مطابق سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی خدمت میں حاضر ہونا اور وہاں ان کی دعا سے آغاز سفر کرنا تھا۔ شیخ ان دنوں طائف میں تھے۔ ۳، اکتوبر کو ہم دونوں طائف روانہ ہوئے رستہ میں معلوم ہوا کہ میرا سعودی عرب کا ویزا اس دن ختم ہو چکا تھا۔ مجبوراً رستہ سے واپس ہوتے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر رابطہ عالم اسلامی کے دفتر میں پہنچے۔ الامین العام شیخ محمد علی الحرکان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ان کے مساعد شیخ سفوت سقا الامینی اور دکتور فواد فخرالدین سے ملاقات کی۔ مغرب کی نماز کے بعد الوداعی طواف کیا۔ جناب یوسف بٹ جدہ سے ٹکٹوں کو کنفرم کرا لاتے۔ ان کے مطابق ۱۴، اکتوبر ۷ بجے صبح مصری ائر لائن سے قاہرہ پہنچنا تھا۔ مکہ معظمہ سے جناب یوسف بٹ کی گاڑی پر الوداعی سفر کیا۔ قاہرہ کی پرواز وقت کے مطابق تھی۔ ۹ بجے ہم قاہرہ پہنچ گئے۔ وہاں اس وقت ۸ بجے تھے۔ ساڑھے تین گھنٹے قاہرہ قیام رہا اور پھر مصری ائرلائن سے ہی نائیجیریا محمد مرتالا ائرپورٹ پر لاگوس اُترے۔

نائیجیریا میں سعودی سفارت کے ملحق دینی جناب شیخ عبدالرحمٰن بن عوین کو بذریعہ تار اس وفد کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ آپ نے ائر پورٹ پہ کنزالدین خریج معہد عربی اباوان کو ائرپورٹ پر بھیج دیا تھا۔ اُترتے ہی ان سے ملاقات ہوئی اور ہم سیدھے شیخ موصوف کے دفتر مغرب کے وقت پہنچے۔ ائر پورٹ لاگوس پر ہمیں بفضلہ تعالیٰ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ہم

اس کے لیے شیخ موصوف اور دارالافتاء سعودی کے فضیلۃ الشیخ جناب لقمان السلفی کے شکرگزار ہیں۔

نمازِ عشاء کے بعد شیخ عبدالرحمان بن عوین کے ہاں مشاورتی میٹنگ ہوئی کہ نائیجیریا میں کام کیسے ترتیب دیا جائے۔ شیخ عبدالرحمان کا اصرار تھا کہ نائیجیریا میں کم از کم ردِّ قادیانیت کا کام کیا جائے۔ آپ نے کہا کہ ۱۹۷۹ء میں جو کام کیا گیا تھا اسے آگے بڑھانے کی بہت ضرورت ہے۔ مشرقی نائیجیریا اور شمالی نائیجیریا میں ردِ قادیانیت کا ابتدائی کام بھی نہیں۔ شیخ موصوف نے بتایا کہ "ابی کوٹہ" میں ابھی حال میں ہی قادیانیوں نے ایک کانفرنس کی ہے جس کی جوابی کاروائی کی سخت ضرورت ہے۔ ہم نے وقت کی تنگی اور وسائل کی تنگ دامانی کی معذرت کی۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل لائحہ عمل تجویز ہوا۔

۱: ۵ اکتوبر یوم خمیس ہمارا وفد ابن ابراہیم مبعوث الاران کے ساتھ ابی کوٹہ جائے اور وہاں لوگوں سے رابطہ قائم کر کے وہاں ایک اجلاس عام کے لیے دن اور وقت کا تعین کرے۔

۲: ۶ اکتوبر کا جمعہ ہم لاگوس میں مسجد انوارالاسلام میں اور مسجد انصار الدین میں پڑھیں۔ اور ہر دو جگہ بعد نماز جمعہ قادیانیت پر تقریریں ہوں۔ طے پایا کہ جمعہ کے دن ہی ۵ بجے بعد عصر اس دفتر میں مشاورتی میٹنگ ہو۔

۳: طے پایا کہ شیخ عبدالرحمان نائیجیریا کی مختلف تنظیموں اور شخصیتوں کے نام ایک مراسلہ بھیجیں جس میں اس وفد کی آمد اور مقصد کی اطلاع کی جائے تاکہ وہ لوگ اس کے مطابق اجتماعات اور تبلیغ کا کام ترتیب دے سکیں۔

۴: طے پایا کہ مرزائیت کے تعارف پر علامہ خالد محمود صاحب ایک مختصر بیان انگریزی میں قلمبند کریں۔ اسے سائیکلو سٹائل چھاپ لیا جائے۔ اور جہاں بھی ختم نبوّت کا یہ وفد جائے وہاں کے انگریزی [illegible] اور طلبہ میں یہ اوراق تقسیم کیے جائیں۔

۵: طے پایا کہ نائیجیریا، گھانا، سری لیون اور گیمبیا میں سعودی عرب کے مبعوثین کو اس وفد کی آمد کی اطلاع کی جائے۔ تاکہ ان حضرات سے مناسب تعاون لیا جا سکے۔

(۱۲½ بجے رات میٹنگ ختم ہوئی)

اگلے دن ۵، اکتوبر کو ہم رفیق ابراہیم کی معیت میں "ابی کوٹہ" پہنچے۔ عصر کی نماز جامع مسجد میں پڑھی۔ مسجد مقفّل تھی۔ ہمیں دیکھ کر مسجد کے قریب رہنے والے لوگوں میں سے ایک بزرگ عمر آدمی آگے آیا۔ اس کے پاس مسجد کی چابی تھی۔ اس نے مسجد کا دروازہ کھولا اور ہم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے باہر چند نوجوان لڑکے ملے۔ ایک کے گلے میں صلیب لٹکی تھی۔ ہم نے نام پوچھا۔ اس نے عبداللہ بتلایا۔ ہم نے مذہب پوچھا اس نے اسلام کہا۔ ہم نے کہا کہ صلیب پہننا ایک مسلمان کے لیے ہرگز روا نہیں۔ یہ عیسائیوں کا خاص مذہبی شعار ہے۔ اس نے اسی وقت صلیب اتار دی۔ ان نوجوانوں کی فطرت بہت صالح دکھائی دی۔ بشرطیکہ کوئی بتانے والا ہو۔

پھر ہم چیف امام کے گھر پہنچے۔ نام الحاج جعفر ڈینی الوا تھا۔ آپ بوڑھے آدمی ہیں۔ صرف جمعہ کے دن مسجد میں آتے ہیں۔ ہم نے

ان سے مل کر وہاں کے لیے ۱۳ اکتوبر جمعہ کے دن اجتماع عام کا پروگرام بنایا۔ لوگوں سے پتہ چلا کہ وہاں اِی کوٹہ کے علاقہ ابارا میں ایک اور جگہ میں بھی جمعہ کا اجتماع ہونا ہے۔ اس میں ایشیائی حضرات زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ سٹیٹ ہسپتال کے فزیشن ڈاکٹر شاہ، جناب بھٹی صاحب ڈاکٹر عظمت، جناب صداقت حسین، جناب خالد اور ریاض صاحب مجسٹریٹ کے اس حلقہ میں کچھ دینی محنت کر رہے ہیں۔ وہاں قادیانی اثرات بھی محسوس کیے گئے۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ۱۳ اکتوبر کو ان حضرات سے بھی رابطہ قائم کیا جائے۔ پروگرام طے کر کے ہم واپس لاگوس آ گئے۔

۹ اکتوبر صبح دس بجے الارو کے شہر سے طالبعلم راہنما الحاج بشیر اغلشی چیئرمین مسلم یوتھ آرگنائزیشن (رئیس منظمۃ الشبان الاسلامیہ) دفتر میں آئے اور بتایا کہ قادیانی لوگ طالبعلم حلقوں میں بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ الارو کے حلقے میں بھی جوابی کاروائی کی سخت ضرورت ہے۔ ہم نے ان سے گذارش کی آج جمعہ کے بعد پانچ بجے دفتر میں تشریف لائیں اور میٹنگ میں شامل ہوں۔

جمعہ کی نماز ہم نے حسب فیصلہ مسجد انوار الاسلام میں پڑھی۔ ہر دو جگہ بہت بڑے اجتماع تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ہر دو جگہ خطاب عام ہوا۔ مسجد انوار الاسلام میں علامہ خالد محمود صاحب نے انگریزی میں اور مسجد انصار الدین میں راقم الحروف نے عربی میں خطاب کیا۔ ہر دو جگہ یوروبا زبان میں ترجمے کا پورا انتظام تھا۔

کاروائی میٹنگ ۹ اکتوبر ۵ بجے بعد عصر۔

۵ بجے بعد عصر دفتر شیخ عبدالرحمان بن عوین میں مشاورتی میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں امام الحاج عبداللطیف اکودو، امام انوارالاسلام لاجوس، الحاج عبدالرشید ماجی مدیر المدرسۃ العربیۃ الاسلامیہ اکیری، الحاج عبدالوہاب اولواکیمی رئیس شباب المجاہدین، الحاج ابراہیم اولوسن ممبر انوارالاسلام لاجوس، الحاج بشیر اوغلشی رئیس منظمۃ الشبان الاسلامی الارو، الحاج محمد راجی اولاجیفون ممبر منظمۃ الشبان الاسلامی اور بہت سے دیگر حضرات نے شرکت کی۔ چیئرمین کے فرائض شیخ عبدالرحمان نے ادا کیے۔

غور و تمحیص کے بعد طے پایا کہ نائیجیریا میں ردِّ قادیانیت کے لیے مستقل باقاعدہ کاروائی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مستقل سالانہ ختم نبوۃ کانفرنس کی طرح ڈالی جائے۔ جس کا اہتمام لاگوس اور اس کے مضافات کی تمام اسلامی تنظیمیں مل کر کریں۔ اس میں قادیانیت سے متعلق تمام موضوعات قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیے جائیں۔ اس میں تمام مبحوث مقیم نائیجیریا شامل ہوں اور علاقے کی تمام دینی شخصیتوں کا اس میں تعاون ہو۔ طے پایا کہ اسے باقاعدہ شکل دینے کے لیے ہفتہ کے دن ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ رکھی جائے۔ جس میں ملک بھر کی اسلامی تنظیموں کے نمائندگان کو وسیع پیمانے پر دعوت دی جائے۔ تا کہ ذمہ داریاں ترتیب پا جائیں۔ یہ بھی طے ہوا کہ اسی روز عصر کی نماز کے بعد ایک اجتماع عام رکھا جائے جس میں ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے قادیانیوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب دیا جائے۔ الحاج بشیر اوغلشی سے طے پایا کہ ۱۳ اکتوبر بروز جمعہ شام کے وقت "اِلارو" میں ردِّ قادیانیت پر نوجوانوں میں خطاب عام ہو۔ مغرب کی نماز پر میٹنگ برخواست ہوئی۔

۷ اکتوبر بروز ہفتہ کنزالدین کے ہمراہ بذریعہ ٹیکسی اجیبوڈی روانہ ہوئے ۔ رستے میں اکوڈو ٹھہرے ۔ وہاں امیرالمؤمنین مصطفٰے سجالا کے مکان پر ان سے ملاقات کی اور وہاں کے لیے ۱۱ اکتوبر بدھ کا پروگرام ترتیب دیا ۔ امیرالمؤمنین موصوف پہلے مسلمان ہیں جو اس شہر میں آج سے تقریباً اسّی سال پہلے پہنچے اور وہاں اسلام کے لیے کام کیا ۔ اب وہاں تقریباً اسّی ہزار مسلمان مقیم ہیں ۔

امیرالمؤمنین کی عمر سو سال سے متجاوز ہے اور زاجر الکفار و المشرکین کے لقب سے مشہور ہیں ۔

اکوڈو سے ہم سیدھے اجیبوڈی پہنچے ۔ خلیل مصطفٰے مدیر معہد عربی کے مکان پر سامان رکھا ۔ ہمیں بتایا گیا کہ موصوف کہیں باہر گیا ہوا ہے چونکہ وہی گاڑی کا انچارج تھا اس لیے ہمیں گاڑی نہ مل سکی ۔ اس کا نائب عبدالرحیم ملا ۔ ہم قریب کی مسجد میں گئے ۔ وہاں نمازی کافی تعداد میں موجود تھے ۔ ہم نے وہاں اسلامی عقائد اور قادیانی عقائد کے تقابل پر بیانات دیئے ۔ اور اس کے بعد سیدھے مسلم کالج ملک عبدالغفور صاحب لیکچرار مسلم کالج کے مکان پر پہنچے ۔ موصوف نے بڑی ہماری بہت امداد اور تواضع کی ۔ وہاں سے ہم نے اپنے مرافق کنزالدین کو گاڑی میں اباداں بھیجا تا کہ وہاں الحاجی عبدالرشید اور مدیر المعہد العربی شیخ عبدالسلام المرتضیٰ سے مل کر اباداں کے پروگرام کی خبر لائے اور خود ہم اجیبوڈی کے چیف امام کو ملنے کے لیے گئے ۔ ملک عبدالغفور صاحب اپنی گاڑی پر ہمیں چیف امام کے مکان پر لے جا رہے تھے رستے میں کنزالدین ہمیں پیدل آتا ہوا ملا اور اس نے بتایا کہ نائب مدیر عبدالرحیم نے اباداں گاڑی بھیجنے سے انکار کر دیا ہے اور اب وہ اباداں نہ جا سکے گا ۔ ہم چیف امام صاحب کے مکان پر پہنچے اور ان سے جامع مسجد کے متصل ہال میں تبلیغی پروگرام رکھنے کی گزارش کی ۔ انھوں نے بتایا کہ وہ اپنے ممبران سے مشورہ کر کے وقت کا تعین کریں گے ۔ اور وہاں سے ہم ملک صاحب کے مکان پر آ گئے ۔

۸ اکتوبر بروز اتوار ہم ملک عبدالغفور صاحب کی گاڑی پر اباداں پہنچے ۔ شیخ مرتضیٰ عبدالسلام کے معہد عربی میں سینئر طلبا کثیر تعداد میں جمع تھے اور سب عربی جانتے تھے ۔ وہاں دکتور خالد محمود اور راقم الحروف نے عقائدِ اسلامی اور ختم نبوۃ کی اہمیت پر مفصّل خطاب کئے ۔ طلباء نے سوالات کئے اور وہ جوابات سے مطمئن ہوئے ۔ ڈیڑھ بجے وہاں سے فراغت ہوئی ۔ طلباء میں قادیانیت کے تعارف پر انگریزی تحریر کے وہ پرچے تقسیم کئے جو ہم لاگوس سے ساتھ لے گئے تھے ۔ ۲ بجے مسجد مرکز جمعیۃ الدعاۃ الاسلامیہ کے اوپر کے ہال میں اباداں اور اس کے مضافات کی تقریباً ۲۵ منظمات کے نمائندے وہاں جمع تھے ۔ اس مجلس مشاورت کا اہتمام الحاج عبدالرشید نے کیا تھا ۔ سب نمائندگان نے ردِّ قادیانیت پر گہری دلچسپی لی اور بالاتفاق قرار پایا :

۱ : کہ اباداں میں ختم نبوۃ پر ہر سال ایک کانفرنس ضروری ہے ۔ جس کے ابتدائی اخراجات کے لیے اباداں اور اس کے مضافات کا ہر مسلمان ایک نائرہ سالانہ دیا کرے ۔

۲ : طے پایا کہ پہلی سالانہ کانفرنس پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر جنوری ۱۹۸۰ء میں کی جائے اور پھر ہر سال یہ منعقد ہوتی رہے ۔

اباداں کے قیام اور وہاں کی دینی محنت میں حاجی بیلو علی الجیلانی مؤسس اور رئیس معہد مرکز

الدعوۃ الاسلامیہ نے ہماری بڑی مساعدت کی۔ رات کا قیام گرین سپرنگز ہوٹل میں رہا اور اس کے اخراجات ہمارے انکار کے باوجود حاجی بیلو علی نے ادا کئے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

۹۔ اکتوبر بروز سوموار ہم نے ان تین معاہد میں کثیر تعداد طلبہ سے خطاب کیا۔ معہد مرکز الدعوۃ الاسلامیہ۔ معہد شمس سعود العربی اور المدرسۃ العربیہ الثانویہ الحزاشیۃ۔ مغربی افریقہ میں یہ پہلا دینی ادارہ ہے۔ چار بجے بعد عصر اباادان کی سنٹرل مسجد میں اجتماع تھا۔ اجتماع مختصر تھا مگر نمائندہ حضرات پر مشتمل تھا۔ اس میں اکری ، اوویوادر اور دیگر مضافات کے لوگ بھی شامل تھے۔ تقریریں عربی میں ہوئیں۔ پہلے علامہ خالد محمود صاحب نے مہدی اور مسیح کے موضوع پر تقریر کی۔ مترجم کے فرائض مرکز الدعاۃ الاسلامیہ کے سیکرٹری نے ادا کیے اور راقم الحروف کی تقریر کا ترجمہ کنزالدین نے کیا۔ اجلاس کے آخر میں اباادان کے عمائدین نے اباادان کی مجوزہ سالانہ کانفرنس کا پھر اعلان کیا اور اسے علاقہ کی بڑی ضرورت قرار دیا۔ طے پایا کہ موتمر تین دن کی جمعہ ۱۱ بجے سے شروع اتوار ۲ بجے دوپہر ختم ہو۔ جس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر قرآن وحدیث کی ہدایات لوگوں کے سامنے آئیں۔

۱: ولادت المسیح من غیر اب۔ ۲: رفع المسیح بجسدہ العنصری۔ ۳: نزول عیسٰی بن مریم من السماء ۴: ظہور المہدی من ہذہ الامۃ۔ ۵: غلام احمد المتنبی القادیانی۔ ۶: القادیانیۃ و مفاسدھا۔ ۷: وحدۃ الامۃ و وحدۃ الفکر الاسلامی۔ ۸: الجہاد الاسلامی ماضی الیوم القیامۃ۔ ۹: القادیانیۃ ولیدۃ استعمار البرطانیہ۔ ۱۰ ختم النبوۃ ۱۱: مقام النبوۃ فی الاسلام۔ ۱۲: الاتحاد الاسلامی واساسھا ختم النبوۃ۔ ۱۳: بشارۃ النبی فی التوراۃ والانجیل۔ ۱۴: التوحید الاسلامی و تاویل المسیحیۃ والقادیانیۃ فیھا۔ ۱۵: الاشراک باللہ و مفاسدھا۔

مغرب کے وقت ہم بذریعہ ٹیکسی اجیبوڈی روانہ ہوئے۔ کیونکہ دعوت کی گاڑی ہماری تحویل میں نہ تھی۔ کیونکہ اس سفر میں مصطفٰے خلیل مدیر معہد العربی اور اس کے نائب نے کسی قسم کا تعاون ہے نہیں کیا تھا۔ ۹ بجے ہم ملک عبدالغفور صاحب کے مکان پر پہنچے۔ موصوف نے ہمارے طعام و قیام کا انتظام کیا۔ ملک صاحب نے بتایا کہ ۱۰ اکتوبر بروز منگل صرف دو پروگرام ہو سکیں گے۔ حسب پروگرام سنٹرل ہال اجیبوڈی کا پروگرام عمل میں نہ آ سکے گا۔ ملک صاحب نے بتایا کہ وہ ایک وفد لے کر چیف امام کے پاس گئے تھے۔ امام صاحب نے کہا کہ ہال کی ہماری طرف سے اجازت ہے۔ لیکن منگل کے دن اجتماع بہتر نہ آ سکے گا۔ کیونکہ جمعہ کو اعلان نہیں کیا گیا۔ آپ ہفتہ کے دن کا پروگرام بنا لیں۔ ملک صاحب نے امام صاحب کو بتایا ہفتہ کو لاگوس میں میٹنگ ہے اس لیے ہفتہ کا پروگرام نہ بن سکے گا۔ شہر میں بذریعہ سیارہ اعلان کرا دیا جائے تو لوگ منگل کو بھی جمع ہو سکیں گے۔ امام صاحب نے کہا کہ ہماری گاڑی کا ڈرائیور یہاں موجود نہیں اس لیے اعلان نہیں کرایا جا سکتا۔

۱۰۔ اکتوبر بروز منگل ملک عبدالغفور صاحب جو کہ ساہیوال کے رہنے والے ہیں اور یہاں مسلم کالج میں استاذ ہیں ہمارے میزبان تھے۔ میزبانی کا انھوں نے پورا حق ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ انھوں نے اپنی کالج انتظامیہ سے بات کر کے ۲ بجے مسلم طلبہ اور طالبات میں ہمارا پروگرام رکھوا دیا تھا۔

پرنسپل مسلمان تھے۔ انھوں نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہمارا تعارف کرایا۔ راقم الحروف نے تلاوت کی اور علامہ صاحب نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر انگریزی

میں تقریر کی ۔ آپ نے بنیادی اصولوں کے ضمن میں ختم نبوۃ کی اہمیت بیان کی اور ان سے میل جول اور تعلقات رکھنے پر شرعی نقطۂ نگاہ کی وضاحت کی ۔ اس کے بعد سوال و جواب کی تقریباً آدھ گھنٹہ محفل رہی ۔ طلبہ نے بڑے دلچسپ سوالات کئے ۔ زیادہ تر سوالات قادیانیوں سے تعلقات کے متعلق تھے ۔ علامہ صاحب نے ان کے شافی جوابات دیئے ۔ ایک لڑکی جس کا نام صدیقہ تھا پردہ کے متعلق سوال اٹھایا کہ آپ ہمارے پرنسپل کو کہیں کہ ہمیں سر ڈھانپنے کی اجازت دیں ۔ ہمیں اس کے ایسے خیالات سن کر بڑی خوشی ہوئی ۔ اس سے افریقہ کے مسلم طلبا کے ذہنی رجحانات کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے ۔ شام چھ بجے ملک عبدالغفور کے مکان پر ایشیائی احباب کا اجتماع ہوا ۔ اور وہاں رات گیارہ بجے تک قادیانیت پر بہت فکر انگیز مذاکرات ہوتے ۔ یہ مجلس بہت ہی نفع مند رہی ۔ ملک صاحب نے تمام حاضرین کے لیے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا ۔ ملک صاحب کی خصوصی دلچسپی سے یہ اجتماع بہت کامیاب رہا رات وہیں قیام رہا ۔

۱۱ اکتوبر بروز بدھ ۱۰ بجے صبح اکری کا پروگرام تھا ۔ اکری سے جس شخص نے سیارہ لے کر ہمیں لینے آنا تھا وہ نہ پہنچ سکا اور اکری میں لوگ مسجد میں بیٹھے ظہر تک انتظار کرتے رہے ۔ ہمیں اکری کے پروگرام ضائع ہونے کا بڑا افسوس ہوا ۔ کیونکہ وہاں کے بہت سے لوگ ہمیں اباداں ملے تھے ۔ اور توقع تھی کہ کئی قادیانی اسلام کی طرف لوٹ سکیں گے ۔ اگر ہمارے پاس اپنا سیارہ الدعوۃ ہوتا اور ایجیبوڈے کے خلیل مصطفےٰ مدیر معہد عربی اپنی ذمہ داری محسوس کرتے تو ہمارا یہ حال نہ ہوتا ۔ اور اکری کے علاقہ میں دینی نفع عظیم ہوتا ۔ ہمیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ قادیانیوں کے ساتھ ملا ہوا ہے اور قصداً اس نے ہمارے پروگرام کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے ۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال ۔

ظہر کے وقت ہم اکورودو پہنچے ۔ یہ ٹاؤن لاگوس سے تقریباً ۲۰ میل کی مسافت پر ہے ۔ وہاں پہلے گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج پہنچے ۔ جناب عبدالرزاق شوالا پرنسپل کالج وہاں موجود نہ تھے ۔ موصوف پہلے قادیانی تھے اور اب تائب ہو کر انوار اسلام میں کام کر رہے تھے ۔ ان کے نائب نے ہال میں طلبہ کے اجتماع کا پروگرام بنا لیا ۔ ۲ بجے ہال میں خطاب عام ہوا ۔ تقریر انگریزی میں تھی اور بعد میں طلبہ مختلف سوالات کرتے رہے ۔ بعض سوالات سے پتہ چلتا تھا کہ ہمارے تعلیمیافتہ نوجوانوں کا ذہن کچھ مسیحی نظریات سے متاثر ہو رہا ہے ۔ اس کی وجہ ان کا مسیحی کتب کا مطالعہ ہو یا یہاں کی مسیحی مشنریوں کی سرگرمیاں ۔ لیکن یہ ضرور محسوس ہو رہا تھا کہ یہاں نائیجیریا میں مسیحی مشنری ہمارے اوپر کے طبقہ کو متاثر کر رہے ہیں ۔ ۴½ عصر کی نماز ہوئی ۔ علامہ صاحب نے جماعت کرائی یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ نیم برہنہ طالبات جنہوں نے صرف ایک قمیص وہ بھی گھٹنوں سے اوپر پہن رکھی تھی ۔ اکثر نے اسی لباس میں نماز ادا کی البتہ بعض نے سر ڈھانپنے کی بھی کوشش کی ۔ علامہ صاحب نے انہیں سر ڈھانپنے اور ستر کے مسائل کی کچھ تلقین کی ۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم اکورودو کے امیرالمؤمنین جناب محمد مصطفےٰ شوولا کے گھر پہنچے ۔ ان کے صاحبزادے جناب شیخ طیب مصطفےٰ جو گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج میں لیکچرار ہیں وہ بھی وہاں موجود تھے ۔ ان سے بھی ملاقات ہوئی ۔ مغرب کی نماز پڑھ کر ہم نے مسجد توفیق

اللہ اسمبلی میں بیان کیا اور عشاء کی نماز کے بعد مسجد عبدالحمید روبارا میں بیان ہوا۔ رات کا قیام وہیں اکوروڈو میں رہا۔ کیونکہ صبح مسجد انوار الاسلام کا پروگرام تھا۔ امیرالمؤمنین کے بیٹوں نے اکرام ضیف کا پورا حق ادا کر دیا۔ ہمیں یہ پہلا موقع تھا کہ افریقیوں نے اس طرح مہمان نوازی کی ہو۔ ایک نہایت ہی صاف ستھرے مہمان خانہ میں ہم نے قیام کیا۔ جس میں ہر قسم کی ضروریات مہیّا تھیں۔ ماشاءاللہ امیرالمؤمنین کے لڑکے بہت فعّال اور مستعد ہیں۔ ایک صاحبزادے کی گاڑی پر "الیس اللہ بکاف عبدہٗ" پچھلی طرف لکھا ہوا تھا۔ جب ان کو بتایا گیا کہ یہ اب قادیانیوں کا علامتی نشان ہے تو انھوں نے افسوس اور معذرت کرتے ہوئے فوراً اسے صاف کر دیا۔ فجزاھم اللہ خیرالجزا۔

۱۲ اکتوبر بروز جمعرات پروگرام کے مطابق صبح کی نماز ہم نے انوارالاسلام کی مسجد میں پڑھی۔ نماز کے بعد ہم دونوں کے بیانات ہوئے۔ بچے بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ہمارے بیان کے بعد انوارالاسلام کے رئیس جامع ایلیفینی نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور خواہش ظاہر کی آپ آئندہ بھی تشریف لا کر اس قسم کے بیانات اور انکشافات سے ہمارے ایمانوں کو تازگی بخشتے رہیں گے۔ امام عبدالغفار کو ہم نے قادیانی قرآن "تذکرہ" دکھایا اور اس میں سے بعض الہامات پڑھ کر سنائے تو امام صاحب اور حاضرین بہت ہی متاثر ہوئے۔ امام نے بتایا کہ وہ پہلے بہت مدّت قادیانی رہا اور اب مرزا غلام احمد کے بارے میں اس کا عقیدہ کیا ہے اس نے اپنا عقیدہ ایک ورق پر تحریر کر دیا جس کی نقل ہذا ہے۔

لاگوس روانگی سے پہلے امیرالمؤمنین نے ہمیں چار صفحات پر مشتمل ایک تحریر دی۔ جس میں انھوں نے ہماری آمد پر بہت ہی خوشی اور فخر کا اظہار کیا۔ جس سے اس دورے کی افادیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کی نقل بھی لف ہذا ہے۔

ظہر کے وقت ہم لاگوس پہنچے اور شیخ عبدالرحمان کو اپنے دورے کے حالات بتائے۔ اجلیبوڈی کے خلیل مصطفےٰ کے تعاون نہ کرنے سے ہمیں جو پریشانی اور تکلیف رہی اس کا تذکرہ کیا اور اباوان کے بیلو علی الجیلانی اور اجیبوڈی کے ملک عبدالغفور اور اکوروڈو کے امیرالمؤمنین لڑکوں کے تعاون اور خلوص سے جو کامیابی ہوئی اس کا تذکرہ کیا۔ شیخ دورے کی اس کامیابی سے بہت خوش ہوئے۔

اسی روز عصر کے بعد ہم مکتب کی گاڑی پر ابی کوٹہ روانہ ہوئے۔ اور سٹیٹ ہسپتال ابی کوٹہ کے ڈاکٹر صابر حسین شاہ کو ملنے کے لیے گئے ڈاکٹر شاہ وہاں عقائدِ اسلامی کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ اتنے میں جناب ایم۔ اے بھٹی پرنسپل ایجوکیشن آفیسر بھی وہاں آ گئے۔ دونوں حضرات نے فرمایا سیکرٹریٹ ابی کوٹہ کے چیدہ چیدہ نائیجیری افسران سے ملنا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ صبح کا پروگرام ترتیب دے لیا گیا۔ صبح ڈاکٹر شاہ کی معیت میں ہم مندرجہ ذیل حضرات سے ملے۔

۱: مسٹر ساکی انکم ٹیکس آفیسر۔ ۲: الحاجی بروار انسپکٹر آف سکولز۔ ۳: الحاجی زراعی آفیسر لوکل گورنمنٹ۔ ۴: چیف فارمیی الحاجی داؤد۔ ۵: الحاجی ایکن بوییڈے کمشنر۔ ۶: محمد ڈوزے پرنسپل ٹریننگ کالج

ساڑھے گیارہ بجے جناب ریاض صاحب کے مکان پر ایک بہت ہی مفید مذاکراتی مجلس ہوئی۔ جس میں فلکی صاحب جو تقریباً بیسؔ سال سے قادیانی عقائد پر چلے آ رہے ہیں اور ۱/۴ حصہ باقاعدگی سے قادیانی جماعت کو دیتے ہیں۔ بیس ہزار اپنی جیب خاص سے لگا کر قادیانی معبد (مرزائیہ)

تعمیر کرایا ہے اور دوسرے قادیانی جماعت کے سیکرٹری جو عرصہ پندرہ سال سے سیکرٹری چلے آ رہے ہیں - بڑی مفصل گفتگو ہوئی - ان کو اصل کتابیں کھول کھول کر دکھائی گئیں تو وہ حوالہ جات دیکھ کر ورطۂ حیرت میں پڑ گئے - وہ ڈاکٹر شاہ اور بھٹی صاحب سے مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ہمیں اصل کتابیں دکھائی جائیں - اب ان کی یہ حجت پوری ہو گئی اور انھوں نے بہت کچھ آنکھوں سے دیکھا اور پڑھا - خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں حضرات کے بہت سے شبہات دور ہوئے اور اب ان کے حالات میں جلد تبدیلی کی بہت توقع ہے -

نمازِ جمعہ کے اجتماع سے ہم نے دو جگہ خطاب کیا - علامہ صاحب نے سیکرٹریٹ کی مسجد میں مقامِ نبوت اور ردِ قادیانیت پر مفصل تقریر کی - گورنمنٹ ٹیچر ٹریننگ کالج کے ٹیچر طلبہ سوا بارہ بجے ہی وہاں جمع ہو گئے تھے - تقریر ۱۲½ بجے شروع ہو گئی - نمازِ جمعہ کے بعد آپ نے طلبہ کے سوالوں کے جوابات دیئے -

راقم نے جمعہ کی تقریر سنٹرل مسجد ابی کوٹہ میں کی - ایجبوڈی کے بعض احباب بھی وہاں پہنچے ہوئے تھے - مسجد میں بہت بڑا اجتماع تھا - بندہ نے قادیانیوں کے وجوہِ کفر پر روشنی ڈالی اور ان سے میل جول رکھنے کی شرعی حیثیت واضح کی - لوگ بہت متاثر ہوئے اور وعدہ کیا کہ ہم یہ باتیں دیگر نا واقف مسلمانوں تک پہنچا کر اپنا فریضہ ادا کریں گے -

۱۳ اکتوبر بروز جمعہ ۴½ کے قریب ہم الارو روانہ ہوئے - وہاں مسلمان دو گاڑیاں لے کر آئے ہوئے تھے - ایجبوڈی اور ابی کوٹہ کے احباب بھی اپنی گاڑیوں پر ہمارے ساتھ تھے - ۶ بجے ہم الارو پہنچے - وہاں کے استاذ جناب خالد سلیم نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور بہت تواضع کی - طالب علم رہنما جناب بشیر ونفیشی نے بہت تعاون کیا - بیان مقامی جامع مسجد میں رکھا گیا - وہاں اگلے دن روانہ ہونے والے حاجی کثیر تعداد میں جمع تھے - مغرب کی نماز کے بعد پہلے علامہ صاحب نے اور پھر میں نے خطاب کیا - اور عشاء کی نماز پڑھ کر ہم واپس ابی کوٹہ چلے آئے - یہاں جناب ڈاکٹر عظمت کی قیام گاہ پر بہت سے ایشیائی احباب جمع تھے - تمام احباب کے کھانے کا وہاں انتظام تھا - میں نے اس اجتماع سے رات ۱۱ بجے تک ختمِ نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا - رات کے ڈیڑھ بجے ہم جناب بھٹی صاحب کی قیامگاہ پر پہنچے اور رات وہیں بسر کی -

۱۴ اکتوبر بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے ٹیچر ٹریننگ کالج ابی کوٹہ میں شریف گارڈ طلبہ کی سالانہ تقریب تھی - جس میں صرف کالج کے نہیں باہر سے بھی بہت سے مسلم طلبہ اور طالبات شریک تھے - علامہ خالد صاحب نے کالج کے ہال میں ۱۰½ بجے سے ۱۱½ بجے تک مفصل طلبہ سے خطاب کیا اور ان کے سوالات کے جوابات دیئے - ۱۲ بجے وہاں سے ہم لاگوس روانہ ہوئے - جناب ایم - اے بھٹی صاحب اپنی گاڑی میں ہمیں لاگوس لے گئے - ڈاکٹر شاہ بھی ہمراہ تھے - ہم نے وہاں شیخ عبدالرحمان صاحب سے اپنے ابی کوٹہ اور الارو کے دورہ کی تفصیلی رپورٹ پیش کی - شیخ شفیق اور رفیق جو کہ مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کے صاحبزادے ہیں اور سعودی دارالافتاء کی طرف سے الاردن میں مبعوث ہیں - ہماری ملاقات کے لیے آتے ہوتے تھے - ان سے ملاقات ہوئی - ابی کوٹہ کے احباب سے تعارف کرایا - گھانا کا ویزا چونکہ ابھی نہیں مل سکا تھا اور اتوار کا دن خالی تھا تو ہم نے اکرا

کا پروگرام بنا لیا - کیونکہ بدھ کو نہیں پہنچ سکتے تھے جناب بھٹی صاحب نے ہمیں اپنی گاڑی پر اکری اور پھر واپس لاگوس پہنچانے کی پیشکش کی - فجزاہ اللہ خیرالجزاء -

عصر کے بعد ہم اکری کے لیے بھٹی صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ ابی کوٹہ روانہ ہو گئے شیخ عبدالرشید کے ذریعہ اکری پیغام بھجوا دیا۔ موصوف اسی شام کو اباوان جا رہے تھے - ہم نے ان سے کہا تھا کہ آپ شیخ مرتضیٰ عبدالسلام مدیر المعهد العربی النیجری کو بھی اطلاع دے دیں کہ وہ ہمارے ساتھ اکری چلیں گے -

۱۵ ، اکتوبر بروز اتوار ہم علی الصبح اکری کے لیے روانہ ہوئے - سٹیٹ ہسپتال کے ڈاکٹر شاہ صاحب ہمارے ساتھ نہ جا سکے - کیونکہ انہیں بخار ہو گیا تھا - جناب ریاض صاحب ہمارے ساتھ چلے اور ہم ۹ بجے اباوان میں جناب ظفر صاحب جو کالج میں استاذ ہیں کے مکان پر پہنچ گئے - ظفر صاحب ضلع جہلم پاکستان کے رہنے والے ہیں - وہاں چائے پی کر شیخ مرتضیٰ کے پاس پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر تقریباً گیارہ بجے اکری پہنچ گئے -

سنٹرل مسجد میں بہت بڑا اجتماع تھا - عورتیں بھی شامل تھیں - چیف امام اور علاقے کے کئی دوسرے امام سب جمع تھے - ½۱۱ بجے ختم نبوۃ مسیح اور مہدی کے موضوع پر میری مفصل تقریر ہوئی - مترجم کے فرائض شیخ عبدالرشید مدیر معهد العربی نے ادا کئے - موصوف قادیانی امام رہ چکے ہیں اور سات سال قبل تائب ہوئے تھے - پھر کلمہ اسلام کے عنوان پر علامہ صاحب نے تقریر کی اور قادیانیت کو پوری طرح بے نقاب کیا - جلسہ کے اختتام پر بہت سے قادیانیوں نے توبہ کی - سب کو قطار میں کھڑا کر کے کلمہ توحید پڑھایا گیا - ان سب نے اقرار کیا کہ ہم پر مرزا غلام احمد کے کذاب ہونے کی حقیقت کھل گئی ہے اور اب ہم اسلام میں داخل ہوتے ہیں - مسجد نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی اور مردوں ، عورتوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا - دعائے خیر کے ساتھ یہ مبارک اجتماع برخواست ہوا - انگریزی میں ختم نبوۃ اور قادیانیت کے موضوع پر لکھی ہوئی رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے دی گئی چند کتب ان میں تقسیم کی گئیں - اور اجتماع عام نے قرآن کریم کے یوروبا ترجمے کی طلب کی - ہم نے وعدہ کیا کہ دو ہفتہ بعد اتوار کے دن بارہ بجے ابی کوٹہ کے احباب یہاں پہنچیں گے اور قادیانیت کے خلاف ضروری لٹریچر اور قرآن کریم کے ترجمہ یوروبا کے نسخے بھی ساتھ لائیں گے - جناب بھٹی صاحب اور ریاض صاحب نے یہ ذمہ داری اٹھائی - مغرب کے بعد ہم لاگوس پہنچے - شیخ عبدالرحمٰن دفتر میں موجود تھے - اور برابر اپنے کام میں معروف تھے - صبح ۷ بجے سے لے کر رات ۱۱ بجے تک پورے ملک کی دینی مہمات میں انہماک اور حق کا پوری غیرت اسلامی سے دفاع ہماری محنتوں میں ہمت افزا تھا - ہماری رائے میں شیخ کا ایک مخلص مساعد اور ہونا چاہیئے - شیخ نے اکری کے نو مسلم حلقوں میں جو ابھی ابھی قادیانیت سے اسلام میں آئے تھے قرآن کریم یوروبا ترجمے کے پچاس نسخے تقسیم کے لیے مرحمت فرمائے - رات کے گیارہ بجے جناب بھٹی صاحب ابی کوٹہ روانہ ہو گئے بھٹی صاحب نے ہمارے ساتھ اس دینی محنت میں بہت ہی تعاون کیا ہے - ہم ان کے اور ان کے رفقاء ڈاکٹر شاہ اور ریاض صاحب کے خصوصیت سے شکرگزار ہیں - فجزاهم اللہ عنا وعن المسلمین خیرالجزاء -

۱۶ ، اکتوبر بروز سوموار ہم ویزا کے لیے گھانا

کے سفارت خانہ میں گئے۔ وزراء نے گر ظہر کے بعد وفد واپس ہوئے۔ رات عشاء کے بعد لاگوس کی سنٹرل جامع مسجد میں خطاب عام تھا۔ پہلے علامہ خالد محمود صاحب نے ختم نبوۃ پر تقریر کی اور ان کے بعد راقم الحروف نے قادیانیوں سے رابطہ و تعلق کے بارے میں اسلامی احکامات بیان کئے۔ مترجم کے فرائض کنزالدین نے ادا کیے اجلاس کے آخر میں "قادیانیت" کے تعارف پر انگریزی اوراق تقسیم کیے۔ ہجوم ان ورقات پر اس طرح ٹوٹ رہا تھا کہ تقسیم مشکل ہو گئی۔ قادیانیت کا یہ مختصر تعارف عام ذہن کی تذہیب و تربیت کے لیے بہت نفع مند ثابت ہوا ہے۔ ہم نے مسعود کنزالدین سے گزارش کی کہ لاگوس کے تین مراکز (۱) سنٹرل مسجد (۲) مسجد انوار اسلام (۳) مسجد انصارالدین میں یہ ورقات آئندہ جمعات میں کم از کم پانچ سو ہر جگہ تقسیم کیے جائیں۔

۱۷ اکتوبر بروز منگل صبح کی نماز میں ہمارے وفد میں کثیر تعداد میں مبعوث اور دیگر احباب شامل تھے۔ علامہ صاحب کی تحریک پر میں نے ان کے سامنے افریقی مسلمانوں کی نماز اور اس کے آداب درست کرانے کے لیے کچھ مشورے گزارش کیے اور اس سلسلے میں کچھ اسلامی ہدایات بیان کیں۔ اس قسم کی مجلس کی ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ رات جب سنٹرل مسجد لاگوس سے واپس ہوتے تو شیخ عبدالرحمان مکتب میں موجود ائمہ و مبعوثین کو آداب نماز سمجھا رہے تھے اور افریقی مسلمانوں کی عام غفلت اور ان کی اصلاح کے لیے ائمہ و علماء کی ذمہ داریوں پر زور دے رہے تھے اسی جذبہ تبلیغ نے ہمیں ۱۷ اکتوبر صبح کی دینی مجلس پر آمادہ کیا۔ ترجمہ کے فرائض شیخ عبدالرشید ادا کرتے رہے۔ اور نماز میں خشوع و خضوع کے عنوان پر بیان ہوتا رہا جو بہت ہی مفید رہا۔

۱۷ اکتوبر شام کو مسجد انصارالدین جانے کا پروگرام تھا۔ لیکن بارش کی وجہ سے منسوخ کرنا پڑا۔ یہ ہمارے پندرہ روزہ دورے کا اختتام ہے

چند مختصر تجاویز

اس پندرہ روزہ دورے کے نتیجہ میں جن اعمال میں امت کی خیر نظر آئی ہے نصحاً لعامۃ المسلمین وائمتہم وہ تجاویز حسب ذیل ہیں:۔

۱:۔ نائیجیریا میں کم از کم دو اہم شہروں میں ختم النبوۃ کے نام سے دو سالانہ کانفرنسیں رکھی جائیں۔ جو ضرورت کے تمام موضوعات پر شامل ہوں۔ جن کی تفصیل رپورٹ میں دی گئی ہے۔ دونوں کانفرنسیں دو مسلسل ہفتوں میں ہوں تاکہ باہر سے آنے والے علماء ہر دو جگہ خطاب کر سکیں۔

۲:۔ معابد و مساجد میں عیسائی نظریات پر بھی تنقیدی کام کی ضرورت ہے۔ شمالی اور مشرقی نائیجیریا میں جہاں قادیانیت نہیں اور مسیحی اثرات شدید پائے جاتے ہیں وہاں اس پہلو سے اسلام کی تبلیغ کی جائے۔

۳: رابطہ عالم اسلامی اور دارالافتاء کے مبعوثین صرف تعلیمی کام میں ہی نہ لگیں کم از کم دو ایسے بھی ہونے چاہییں جن کے ذمہ صرف تبلیغی کام ہو اور وہ قادیانیت اور مسیحیت پر بالغ نظر ہوں۔

۴: اسلامی مرکز کے تحت ہسپتالوں جیسے رفاعی ادارے قائم ہونے چاہیئں۔ ان کا قیام عام لوگوں کی آمدورفت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس سے حق کی اشاعت اور خیر کے فروغ کی جہاں راہیں کھل جاتی ہیں وہاں اہل باطل کا وہ راستہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔ ہسپتالوں میں تبلیغ اسلام کے تربیت

یافتہ ڈاکٹر اس میدان میں وہ کام کر سکتے ہیں۔ لٹریچر بھی ہو۔
جو محض تبلیغ سے ہوتا نظر نہیں آتا۔ ۶: قادیانی فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے
۵: ان علاقوں میں دینی کام کرنے والے ائمہ، یہاں یوربا اور انگریزی لٹریچر کی اشد ضرورت
علماء، ڈاکٹر، اساتذہ کے لیے تربیتی نصاب اور ہے۔ نائیجیری علماء کو جو عربی پڑھ سکتے ہوں،
تربیتی دورہ ہونا چاہیے۔ ان علاقوں میں وہی ائمہ ردِّ قادیانیت کے لیے کچھ نہ کچھ اردو زبان بھی
اور مبعوثین بھیجے جائیں جو باقاعدہ تربیت یافتہ سیکھنی چاہیے۔ لان صاحب البیت ادری بما فیہ۔
ہوں۔ اور یہاں کے مطلوبہ کام پر خاصی محنت کر گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔
چکے ہوں۔ اور ان کے پاس اہلِ باطل کا اپنا

اکورودو کے سابق قادیانی امام کی تحریر کا عکس

اس سابق قادیانی امام نے مندرجہ ذیل تحریر اپنے قلم سے لکھی ہے۔ اس عکس کا اردو ترجمہ بھی ہم نے لکھ دیا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کے لیے عبرت ہو۔ جو یہاں بھی توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ظاہر داری انہیں اس سے روکتی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
نحن تشرفنا اليوم بزيارة الوفد
القادم من الرابطة ودار الافتاء السعودية
الدكتور خالد محمود وفضيلة الشيخ
منظور احمد الباكستاني
كنا من قبل من الاحمدية وكنا آمنا بمرزا
غلام احمد القادياني وكانت الاحمدية دخلوا
علينا في زي الاسلام وما كنا نعرف
حقيقة الامر
الآن علمنا الحقيقة وتركنا الاحمدية
ورفضناهم وكتبنا هذا الورقة الشهادة
تبنا الى الله عز وجل ودخلنا
في الاسلام الحقيقي وعلمنا ان غلام احمد

كذاب دجال خارج عن دائرة الاسلام
كما اخبر بذالك خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم

كنت انا امام احمدية فى هذا المسجد
والآن آمنا جميعنا ودخلنا فى الاسلام جميعا

وما بقى احمدی من الاحمدية فى هذا
البلد الى الا قد تاب
ونحن اكثر من الالف
نحن عبد الله مسلمون والآن
مسجدنا هذا مسجد الاسلام
وكان هذا من قبل ذالك مركز احمدية
والحمد لله على ذالك

انا الحكم فى الدين الحاج عبد الغفار
اديوبي امام هذا المسجد
٦٢ شارع آيانغبونرن اكورودو

62 Ayangbunren Street
Korodu

١٣٩٨
١٠ ذو القعدة الهجرية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم آج رابطہ عالم اسلامی اور دار الافتاء سعودی عرب کے وفد ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور محترم مولانا منظور احمد صاحب پاکستانی کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔ اس سے پہلے ہم احمدی تھے۔ اور ہم مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لاتے تھے۔ احمدی ہمارے علاقوں میں اسلام کے لباس میں آتے تھے اور ہم اس بات کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ اب ہم نے حقیقت جان لی اور احمدیت چھوڑ دی۔ اور ہم نے انہیں مسترد کر دیا ہے۔ اور یہ تحریر لکھ دی تاکہ سند رہے۔ ہم

اللہ عزوجل کے حضور تائب ہوئے اور حقیقی اسلام میں داخل ہوئے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ غلام احمد کذّاب، دجّال اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ حضور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر دے چکے ہیں۔ میں اس مسجد میں احمدیوں کا امام تھا اور اب ہم سب ایمان لاتے اور اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اب الحمدللہ اس شہر میں ایک بھی ایسا قادیانی نہیں رہا جو تائب نہ ہو چکا ہو۔ اور ہماری تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم مسلمان ہیں اور ہماری یہ مسجد مسلمانوں کی مسجد ہے۔ اس سے پہلے یہ احمدیوں کا مرکز تھا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

دستخط

عبدالغفار امام مسجد

اِکری نزد اباداں (نائیجیریا) کے تائبین

اِکری میں ستّو کے قریب قادیانی تائب ہو چکے ہیں۔ ذیل میں تائبین کے نام اور دستخطوں کا عکس ہے۔ جنہوں نے ایک قطار میں کھڑے ہو کر 15/11/78 کو توبہ کی۔ اس تحریر کے اوپر اِکری کے چیف امام الحاجی کبراویا کی یوروبا زبان میں تصدیق تحریر ہے۔ آخر میں اردو ترجمہ بھی ہم نے لکھ دیا ہے۔ (ادارہ)

Alaji Kariani

Iwa yi je Ododo lati owo (chief Imam Ikire)

I attest this sheet to be truth

(Chief Imam Ikire)

We the following signatories embrace Islam and give up Ahmadia Community because we now believe that Mirza Ghulam Ahmad was a liar. He is not the Promised Masiah nor Mehdi nor a good man.

1. Isiaca Ikire Box 21, Ikire — [signature]
2. Alhaji B.A. Ajisekola Box 6 " — [signature]
3. Musafau Olayide Box 20 Ikire — [signature]
4. Kareem Adeyemo Box 97 " — [signature]
5. Alhaji Saka Akanmu Box 21 " — [signature]

6. Ibraheem Morenigbade " " CAB[illegible]
7. Alhaji Jamiu Oladeji " " Alhaji Oladeji
8. Ganiyi Jooda " " [signature]
9. Bakare Oluwole " " CAA Adesa-
10. Abdul Ganiyi Olota Box 21 " G Olota
11. Robiu Olota " " Rabiu
12. Rasaq Olota BOX 21 " —
13. Aysdi [illegible] BOX 21
14. Alhaji Y. Akande - Aliajify-Akande
BOX 21 Ikun.

ہم دستخط کنندگان ذیل اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور احمدیت چھوڑتے ہیں۔ اب ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد کذاب تھا۔ نہ وہ مسیح موعود تھا اور نہ ہی ایک اچھا آدمی۔

دستخط

میں اس تحریر کے صحیح ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔

دستخط

الحاجی کیراودیا چیف امام

پچاس سال سے خدمت دینی میں مصروف ہے

جامعہ عثمانیہ تعلیم الاسلام جکھڑ

معاونین کرام

بزم ارتقائے ادب کراچی کا ماہانہ مشاعرہ

در منقبت

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

مرسلہ: صفدر گنگوری معتمد بزم ارتقائے ادب کراچی

جناب حکیم اختر صاحب سنبھلی

مرتبہ آپ کا حضرتِ عائشہ رضہ
شہؐ کے دل کی ضیاء حضرتِ عائشہ رضہ
یوں تو امت کی مائیں سبھی محترم
آپ سب سے سوا حضرتِ عائشہ رضہ
شہؐ سے اختر کو اذنِ حضوری ملے
آپ کا واسطا حضرتِ عائشہ رضہ

جناب اشفاق صاحب میرٹھی

عورتوں میں جو تبلیغ منظور تھی
حق نے تم کو چنا حضرتِ عائشہ رضہ
حق نے امت کی تم کو بنایا ہے ماں
خوب درجہ ملا حضرتِ عائشہ رضہ
روشنی جیسے اشفاق سورج کی ہے
شاہؐ کی ہے ضیاء حضرتِ عائشہ رضہ

جناب اعظمی صاحب رسولپوری

ان کے شوہر ہیں بعد از خدا جن کا نام
اُنؐ پہ نازل کیا حق نے اپنا کلام
اُن کو بخشا جو محمود ہے وہ مقام
اُن پہ لاکھوں کروڑوں درود و سلام
جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا بندھا
مرحبا مرحبا حضرتِ عائشہ رضہ

جناب انور صاحب ڈیرہ دونی

عارفہ، سالکہ، متقی، زاہدہ
نازِ خیرالوریٰ حضرتِ عائشہ رضہ
حافظہ سارے قرآن و ارشاد کی
اتنا ذہنِ رسا حضرتِ عائشہ رضہ
حق نے تم کو کہا نصِ تطہیر میں
محترم، پارسا حضرتِ عائشہ رضہ

جناب برگ صاحب یوسفی فتحپوری

دو جہاں کی ضیاء حضرتِ عائشہ رضہ
شمعِ بزمِ خدا حضرتِ عائشہ رضہ
شمعِ صدق و صفا حضرتِ عائشہ رضہ
جانِ خیرالوریٰ حضرتِ عائشہ رضہ
ناز فرما ہے حسنِ نسوانیت
عصمتِ حق نما حضرتِ عائشہ رضہ

جناب خاطر صاحب جبلپوری

با وفا با صفا حضرتِ عائشہ رضہ
دینِ حق کی ضیاء حضرتِ عائشہ رضہ
درسِ کامل بنا اہلِ حق کے لیے
فیصلہ آپ کا حضرتِ عائشہ رضہ
التفات و کرم کا طلبگار ہے
خاطرِ بے نوا حضرتِ عائشہ رضہ

جناب مولانا دانش صاحب ندوی

مرحبا مرحبا حضرتِ عائشہ رضؓ
حضرتِ عائشہ رضؓ حضرتِ عائشہ رضؓ
آپ کا عقد سلطانِ کونینؐ سے
مژدۂ جانفزا حضرتِ عائشہ رضؓ
مصدرِ خیر سلطانِ کونینؐ ہیں
خیرِ خیرالوریٰ حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب شفیع صاحب برہانپوری

رہنما بھی ہے اور مشعلِ راہ بھی
آپ کا نقشِ پا حضرتِ عائشہ رضؓ
شمعِ عرفانِ حق شانِ صلِّ علیٰ
جلوۂ انتہا حضرتِ عائشہ رضؓ
منقبت آپ کی کہہ کے لایا شفیع
آپ کی ہے عطا حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب شوقؔ صاحب بدایونی

دامنِ مصطفیٰؐ حضرتِ عائشہ رضؓ
کیا مقدر ملا حضرتِ عائشہ رضؓ
آپ کا مرتبہ حضرتِ عائشہ رضؓ
مرحبا مرحبا حضرتِ عائشہ رضؓ
شوقؔ پر کیجیے اب تو نظرِ کرم
ہے غلام آپ کا حضرتِ عائشہ رضؓ

صفدرؔ گنگوہی (معتمد بزم)

زوجۂ مصطفیٰؐ حضرتِ عائشہ رضؓ
کانِ مہر و وفا حضرتِ عائشہ رضؓ
صادقہ، اصدقہ حضرتِ عائشہ رضؓ
تجلّیٔ آئینہ حضرتِ عائشہ رضؓ
رفعتِ اتقا، حضرتِ عائشہ رضؓ
مرحبا مرحبا، حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب عقیل صاحب صحرائی کھمّی

اے نبیؐ مکرم کی زیبِ حرم
آپ کا جس کو مل جائے نقشِ قدم

زندگی اس کی کیونکر ہو
کس کا یہ مرتبہ حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب مولانا مظفر حسن ظفر صاحب دہلوی

دین میں کاملہ حضرتِ عائشہ رضؓ
خُلق کی انتہا حضرتِ عائشہ رضؓ
جب بھی الجھا کوئی دین کا مسئلہ
تم نے حل کر دیا حضرتِ عائشہ رضؓ
ہے مظفرؔ کے دل میں یہی آرزو
لیں مدینے بلا حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب منظر صاحب دہلوی

آفتابِ ہدیٰ حضرتِ عائشہ رضؓ
جانِ خیرالوریٰ حضرتِ عائشہ رضؓ
مجتہد کب کوئی تم سا پیدا ہوا
نازِ خیرالوریٰ حضرتِ عائشہ رضؓ
حق سے منظرؔ کو انعام دلوائیے
حضرتِ عائشہ رضؓ حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب نصرتؔ صاحب کانپوری

ہو تمہیں باخدا حضرتِ عائشہ رضؓ
روحِ خیرالوریٰؐ حضرتِ عائشہ رضؓ
صرف تم کو ملا حضرتِ عائشہ رضؓ
خُلقِ شاہِ ہدیٰؐ حضرتِ عائشہ رضؓ
پایا دل نے مزا حضرتِ عائشہ رضؓ
پڑھ کے صلِّ علیٰ حضرتِ عائشہ رضؓ

جناب ڈاکٹر بشیر محمد خان صاحب نیازی

نورِ صدیق رضؓ کا حضرتِ عائشہ رضؓ
کتنی رفی مرتبہ حضرتِ عائشہ رضؓ
جب لگائی گئیں آپ پہ تہمتیں
وہ زمانہ گیا حضرتِ عائشہ رضؓ
غزوۂ بدر میں جس کا پرچم بنا
وہ دوپٹہ ترا حضرتِ عائشہ رضؓ

* * * *

تعارف و تبصرۂ کتب

تحریک نظم جماعت!

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد باوجودیکہ بعض شپرہ چشم لوگوں کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت نے ان سے جو خدمت لی اور انہوں نے جس طرح دین و ملت کی خدمت کی وہ ایک ریکارڈ ہے۔ ایک سکہ بند "صاحبزادہ" جس کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی جس کے ہاں ہاتھ چومنے والوں کی کمی نہ تھی اور جو چاہتا تو کنج عافیت میں بیٹھ پُر عیش زندگی گذار سکتا تھا اس نے بزم کی بجائے رزم کا راستہ اختیار کیا اور پھر اپنی زندگی کا ایک حصہ اس استقامت و پامردی کے ساتھ جیل کی نذر کر دیا کہ حریت و آزادی بھی رقص کرنے لگی۔ آپ نے کانگرس کے صدر و سربراہ بننے سے پہلے صحافت اور تنظیم ملت کے ذریعہ جو خدمات سرانجام دیں ان سے عام طور پر بے خبری ہے۔ صحافتی زندگی کا تو پھر الہلال و البلاغ کے ذریعہ کچھ چرچا ہے لیکن تنظیم ملت و بقاء و احیاء خلافت کے لیے مولانا کی خدمات پردۂ غیب میں ہیں۔ خدا بھلا کرے جناب ابوسلمان شاہجہانپوری کا جنہوں نے اس عنوان پر قلم اٹھایا اور اس ضمن میں مولانا کی خدمات کے بعض گوشوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جناب ابوسلمان تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> "تحریک حزب اللہ، تحریک جہاد، تحریک ہجرت، تحریک نظم جماعت اور سب سے بڑھ کر تحریک الہلال جو ادب، صحافت، احیاء اسلام، تجدید علوم دین، قیام ملت اور استقلال وطن کی تحریکات کی جامع تھیں۔ یہ تمام تحریکات فی الحقیقت ایک ہی سلسلے کی مختلف کڑیاں تھیں یا ایک ہی اصل کی فروع اور ایک ہی نخلِ تمنا کے برگ و بار تھے۔ مقصود و مطلوب ان سب کا ایک تھا احیاء اسلام اور قیامِ ملتِ اسلامیہ۔"

آگے چل کر انہوں نے ان مختلف تحریکات پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان میں سے کون کون سی تحریک ہے جس کو پیدا کرنے کا سہرا مولانا آزاد کے سر ہے اور کتنی تحریکوں میں وہ قائدانہ حیثیت سے شامل و شریک رہے۔ تاہم پیش لفظ کے بعد اصل کتاب میں انہوں نے تحریک نظم جماعت پر گفتگو کی ہے اور اس کے بھرپور تعارف کے بعد اس کے مخصوص رجال کا بھی تعارف کرایا ہے۔ تاہم انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ دوسری تحریکات پر اسی طرح لٹریچر سامنے آ جائے۔

بلاشبہ ابوسلمان صاحب کی یہ خواہش بڑی مبارک ہے اور ہمیں یقین ہے کہ جس طرح نظم جماعت کی تحریک انہوں نے محنت و ہمت سے مرتب کی ہے اسی طرح باقی تحریکات کے ضمن میں بھی وہ اپنا ارادہ پورا کریں گے۔ تین سو صفحات کی یہ کتاب تحریک آزادی

کے ایک ایسے باب سے تعلق رکھتی ہے جسے محو و فراموش کرنے اور کرانے میں خود غرض عناصر کے سازشی ذہن کو بڑا دخل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ داستان مرتب ہوگی۔ خدا مرتب کو جزائے خیر دے اور اگلے کام کے لیے ہمت و توفیق مرحمت فرمائے۔ کتاب کی کتابت و طباعت وغیرہ میں بھی اچھی خاصی محنت کی گئی ہے۔ قیمت -/۱۵ روپے معقول ہے نذیر سنز پبلشرز ۴۰۔ اے اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔

جندِ حریت

تحریک آزادیٔ ہند اور تردید مرزائیت میں علماء لدھیانہ کی خدمات ناقابل فراموش اور تاریخ کا اہم ترین باب ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ جو لوگ حکومت و سیاست اور تعلیم وغیرہ کے میدان میں بڑے بنے پھرتے ہیں ان کی اکثریت ایسی ہے جسے حوادث روزگار نے اس منزل پر پہنچا دیا ہے ورنہ ان کی کوئی حیثیت ہے نہ خدمات! اس عنصر نے طے شدہ پروگرام کے مطابق تاریخ کا چہرہ مسخ کیا اور ابھی تک یہ مکروہ دھندا جاری ہے ـــــ تاہم ع ناخدا جن کا نہ ہو ان کا خدا ہوتا ہے ـــــ اللہ رب العزت ایسے افراد و رجال پیدا کر ہی دیتے ہیں جو مردان چنیں کنند کا مصداق ہوتے ہیں۔ انہی رجال میں مولانا محمد خلیل اللہ ربانی ہیں جنہوں نے "جند حریت" کے نام سے سوا سو صفحات کے قریب یہ خوبصورت کتاب لکھی جس کا ذیلی عنوان "باقیات جہادِ آزادی ۱۸۵۷ء ـــــ سلیم آباد اور لدھیانہ" ہے۔ کتاب میں بڑے اچھے انداز سے علماء لدھیانہ کا تعارف کرایا گیا ہے اور ان کی ملکی و ملی خدمات پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ ملک کے نامور اہلِ قلم جناب ڈاکٹر محمد ایوب صاحب قادری صدر شعبہ اردو وفاقی گورنمنٹ کالج کراچی کے قلم سے ہے جس میں انہوں نے بڑے اختصار و ایجاز کے ساتھ علماء لدھیانہ کا تعارف کرایا ہے جو انہی کا حصّہ ہے۔

کتاب کی ظاہری شکل و صورت بھی ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہے اور قیمت صرف -/۶ روپے ہے جو انتہائی مناسب ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مدرسۃ الاسلام سلیم آباد خیرپور میرس سندھ۔

رسوم جاہلیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے جاہلی معاشرہ اور اس کی جاہلانہ رسوم کا سرسری تذکرہ عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی تفصیلات شاید ہی کچھ لوگوں کو معلوم ہوں۔ مولانا نجم الدین سیوہاری کا مندرجہ بالا رسالہ "قبل از اسلام کے عقاید اعمال رسوم وغیرہ کا مفصل تذکرہ" ہے جسے مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور نے آفسٹ کی خوبصورت کتابت اور اچھے کاغذ پر شائع کیا ہے۔

فاضل مصنّف نے سب سے پہلے جاہلیت کی تعریف اور جاہلیت کے ادیان و عقائد کا پوری طرح تعارف کرایا ہے اس کے بعد جاہلیت کے مشہور بُت، اس دَور کی عیدیں، جلسے، دراہم اور سلام پر گفتگو کی ہے بعد ازاں اس دَور کے اعمال از قسم حج و عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے اور پھر معاشرتی رسومات شادی و غمی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جُوا جیسی قبیح رسم کا مفصل بیان ہے اور آخر میں خرافات، وہمیات اور تخیلات کے عنوان سے اس دَور کے ضعیف الاعتقادیوں کا بھرپور جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر اس قسم کی جامع اور مفصل

تحریر بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اربابِ ذوق قدر افزائی کریں گے اور اسے اپنی لائبریریوں کی زینت بنائیں گے۔ قیمت

اسلامی معاشرے میں مسجد کا مقام

حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب ایک خطیب لبیب کی حیثیت سے ملک کی جانی پہچانی شخصیت ہیں لیکن ایک فاضل مصنف کی حیثیت سے آپ کا تعارف ذرا کم ہے تاہم واقعہ یہ ہے کہ وہ اس میدان کے بھی دھنی ہیں اور اب تک جو چند چیزیں سامنے آچکی ہیں وہ بڑی معرکہ کی ہیں۔ سوا دو سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب بھٹو کے دورِ استبداد میں مسلم مسجد کے سانحہ سے متأثر ہو کر لکھی گئی۔ لیکن مولانا نے محض واعظانہ زورِ بیان سے کام نہیں لیا بلکہ کم ایک سو بنیادی کتابوں سے رجوع کر کے یہ گلدستہ تیار کیا ہے۔ ان کتابوں میں بعض ایسی کتابیں بھی ہیں جن کے نسخے خال خال لائبریریوں میں موجود ہیں لیکن مولانا کا ذوقِ جستجو انہیں کہیں سے کہیں لے گیا اور انہوں نے مسجد کی معاشرتی حیثیت پر ایک معرکہ کی کتاب تیار کر ڈالی اور ساتھ ہی ساتھ فقہی مسائل کا ایک ذخیرہ مرتب کر دیا۔ کتاب پر حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مولانا سید محمد اسعد مدنی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا مفتی محمود اور جناب علامہ خالد محمود جیسے اعاظم رجال اور صاحب علم و بصیرت کی تقریظیں کتاب کے لیے سند ہیں۔ اور اس بات کی دلیل کہ فاضل مصنف نے زبردست معرکہ مارا ہے۔ کتاب کی ظاہری صورت بھی خوب تر ہے جبکہ قیمت روپے ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ نہ صرف عوام اردوداں بلکہ اہل علم و طلبہ کے لیے بھی یہ ایک قیمتی تحفہ ہے۔

مآثرِ دکن

حیدرآباد دکن کے نام اور اس ریاست کی علمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے بدقسمتی سے تقسیم ملک کے ہنگاموں نے پوری زندگی کو تلپٹ کر دیا اور بہت کچھ اس کی نذر ہو گیا۔ یہی صورت حال حیدرآباد دکن کے ساتھ پیش آئی اور اس ریاست کا سہاگ باقی نہ رہ سکا تاہم مرحوم ماضی میں اس ریاست نے جو مختلف النوع خدمات سرانجام دیں ان کی ضبط و ترتیب ازبس ضروری ہے۔ شاید کوئی صاحب دل آئندہ دل پر چوٹ کھا کر انگڑائی لے اور ہماری عظمت رفتہ واپس آجائے۔

یہ کتاب حیدرآباد اور مضافات حیدرآباد کی عمارات و آثار کے حالات پر مشتمل ہے اور اس کو ایک ایسے صاحب نے تالیف کیا جو ایک عرصہ وہاں آثارِ قدیمہ کے ناظم رہے۔ اس طرح انہیں سب کچھ نہیں تو بہت کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔

کتاب کا تعارف جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل ایم، اے، پی، ایچ، ڈی کے قلم سے ہے جنہوں نے مختلف میدانوں میں زبردست معرکے مارے ہیں۔ موصوف نے حیدرآباد اور کتاب کے مؤلف کے ساتھ ہندوستان کے فن تعمیر کے بعض گوشوں کی طرف بھی بڑی خوبصورتی سے توجہ دلائی ہے۔ کتاب میں ان گنت عمارات کی تصاویر ہماری عظمت رفتہ کا پتہ دیتی ہیں اور انہیں دیکھ کر دل سی پارہ ہو جاتا ہے اور احساس ہونے لگتا ہے اور ایک ہمارے وہ بڑے تھے جنہوں نے اپنی عظمت کے ان گنت نشان چھوڑے تھے اور ایک ہم ہیں کہ ع "لی اپنی بھی شکل بگاڑ"۔

کتاب کی اشاعت نو کا سہرا جناب محمد عبداللطیف صاحب کے سر ہے جو مرحوم حافظ

محمد حیدر کے خلف سعید ہیں۔ حافظ محمد حیدر مرحوم حیدر آباد کے ممتاز تاجر، دی ساؤتھ انڈیا لیدر ورکس کے مالک اور بہت بڑے دیندار انسان تھے۔ جناب محمد عبداللطیف اپنے باپ کے سچے جانشین ہیں تعمیرات کے ماہر اور ٹھیکیدار ہونے کے باوصف حیدر آباد کے ذوقِ لطیف اور فنِ تعمیر کے امین بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایک دیندار اور صالح مسلمان ہیں اور ان کے باذوق ہونے کا منہ بولتا ثبوت ان کا وہ ذاتی کتب خانہ ہے جو اسلامیات اور اسلامی تاریخ و ثقافت کے سلسلہ میں نادر کتابوں پر مشتمل ہے۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے نام حافظ محمد حیدر میموریل اکیڈمی قائم کی ہے۔ انتہائی قیمتی کاغذ اور خوبصورت و مضبوط جلد کی حامل یہ کتاب اکیڈمی کی پہلی پیش کش ہے۔ صاحب اکیڈمی بہت کچھ کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ خدا ان کے ارادوں میں برکت دے۔ یہ نادر تحفہ ۳۳/- روپے میں مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔